SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, February 12, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty eight minutes past four in the evening with Mr. Deputy Chairman (Mir Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین و لم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم و تقسطوا الیھم، ان اللہ یحب المقسطین۔ انما ینھکم اللہ عن الذین قٰتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم و ظٰھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظالمون۔

ترجمہ۔ جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے اللہ تم کو منع نہیں کرتا۔ اللہ تو انصاف کرنے والوں کو دوست

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, February 12, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty eight minutes past four in the evening with Mr. Deputy Chairman (Mir Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین و لم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم و تقسطوا الیھم، ان اللہ یحب المقسطین۔ انما ینھکم اللہ عن الذین قٰتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم و ظٰھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظالمون۔

ترجمہ:۔ جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے اللہ تم کو منع نہیں کرتا۔ اللہ تو انصاف کرنے والوں کو دوست

رکھتا ہے۔ اللہ انہی لوگوں کے ساتھ تم کو دوستی کرنے سے منع کرتا ہے
جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی کی اور تم کو تمہارے گھروں
سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں اوروں کی مدد کی تو جو لوگ ایسوں سے
دوستی کریں گے وہی ظالم ہیں۔

(سورۃ الممتحنہ آیت ۸ تا ۹)

جناب ڈپٹی چیئرمین، جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Leave Of Absence

جناب ڈپٹی چیئرمین ، Points of order کو leave applications پڑھنے کے بعد دیکھیں گے۔ مجھے پہلے leave applications پڑھنے دیں۔

جناب شاہد حسن بگٹی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ ۳۵ ویں اجلاس کے دوران مورخہ ۱۹ تا ۲۶ جنوری اور موجودہ اجلاس میں آج مورخہ ۱۲ فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، جناب اسفندیار ولی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، جناب احمد علی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، پروفیسر خورشید احمد نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، جناب عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب ذاتی مصروفیات کی

بنا پر مورخہ ۹ فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے ۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، جناب محمد اسحاق ڈار صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر 9 سے 12 تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، سردار یار محمد رند صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ بعض سرکاری مصروفیات کے باعث لاہور میں ہیں اس لیے مورخہ 12 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی صاحبہ نے اطلاع دی ہے کہ بعض سرکاری مصروفیات کے باعث آج مورخہ 12 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گی۔ جناب شاہد اکرم بھنڈر صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ گوجرانوالہ میں پہلے سے طے شدہ مصروفیات کے باعث آج مورخہ 12 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب رحمت اللہ کاکڑ صاحب! آپ کی تو تقریر بھی ہے پھر بھی you want to take the point of order?

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب چیئرمین! point of order کے حوالے سے ایک اہم گزارش کرنی تھی۔

سینیٹر کامل علی آغا (وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور)، جناب چیئرمین! یہ points of order بعد میں لے لیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، میں تقریر چھوڑ سکتا ہوں مگر point of order نہیں چھوڑوں گا، مجھے floor دیا گیا ہے۔ کامل علی آغا صاحب! میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ صبر کے پیمانے کو سامنے رکھیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، نہیں کاکڑ صاحب! صبر تو بہت ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ذرا

طریقہ کار کے مطابق چلیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، میرا point of order اتنا اہم ہے کہ اس کا آپ سے تعلق ہے، پورے ہاؤس سے تعلق ہے، اس کا تعلق پورے پاکستان سے ہے، اس کا تعلق پاکستان کے جھنڈے سے ہے، اس کا تعلق کلمہ طیبہ سے ہے۔ اب مجھے بتائیں کہ------

جناب ڈپٹی چیئرمین، اللہ خیر کرے پاکستان میں کلمہ طیبہ کو کیسے خطرہ ہو سکتا ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا، میری گزارش ہے کہ یہ طے ہوا تھا کہ پہلے speeches ہو جائیں پھر اس کے بعد یہ point of order پر بات کر لیں۔ اِدھر سے بھی اور اُدھر سے بھی points of order ہیں۔ جو debate ہو رہی ہے یہ بھی بہت اہم ہے، یہ بھی پاکستان میں law and order پر debate ہے۔ اس لیے میرے خیال میں جو پہلے طریقہ کار طے ہوا ہے اس پر عمل ہو جائے تو اچھی بات ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، کاکڑ صاحب! میرے خیال میں تقریر میں بات کرتے جائیں۔ چتھہ صاحب! آپ بھی بعد میں point of order کر لیجیے گا۔ please time کی adherence کریں، speakers زیادہ ہیں تو اجلاس late ہو جائے گا اور پھر بہت سی چیزیں report بھی نہیں ہو سکیں گی۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، میں سمجھ گیا کہ 20 منٹ سے زیادہ بات نہیں ہو گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، کتنے منٹ سے؟

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، آپ کا اشارہ 20 منٹ کا تھا، میں سمجھ گیا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، نہیں 20 منٹ تو بہت زیادہ ہیں، 20 منٹ میں تو کیا کچھ ہو جاتا ہے۔ آپ مہربانی کر کے 10 منٹ تقریر کریں۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب! دس منٹ کا ہی decide ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی ہاں بالکل۔ جی کاکڑ صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، (عربی) شکریہ جناب چیئرمین۔ آج وطن عزیز میں جس اہم موضوع پر عرضداشت پیش کرنے کی اجازت دی گئی ہے وہ اتنا vast subject ہے کہ اس کا احاطہ دس، پندرہ منٹ میں ممکن نہیں ہے۔ جناب صدر محترم نے جب 12 اکتوبر 1999ء کو زمام اقتدار سنبھالا توسب سے پہلا وعدہ یہ تھا کہ اس ملک میں قانون کی حکمرانی ہو گی، writ of the Government ہو گی جو کہ تاحال دور دور تک نظر نہیں آتی۔ اسلحے کی جو بھرمار اس ملک میں ہمسایہ ممالک سے smuggle ہو کر آتی رہی اس میں اب اتنا فرق پڑا کہ کلاشنکوف توپ میں بدل گئی ہے۔

میں ایک شادی میں ڈاکٹر شیر افگن صاحب کے علاقے میانوالی گیا تھا۔ وہاں اس تقریب میں کافی کلاشنکوف کے fire ہوتے رہے۔ انہوں نے بتایا کہ درّے سے توپیں کرائے پر آئی ہوئی ہیں، ان کی صفائی ہو رہی ہے۔ یہاں توپیں بھی کرائے پر ملتی ہیں۔ ناجائز منافع خوری کا وعدہ کیا گیا کہ اس کو بند کیا جائے گا، 12 روپے کی چینی اس وقت 30,32 روپے تک پہنچ چکی ہے۔ کبھی زمانے میں غریب سنا کرتا تھا کہ گوشت نام کی کوئی چیز ہوتی ہے، اب وہ سننے سے بھی گئے۔ ڈکیتیوں میں یہ پیش رفت ہوئی کہ پہلے سفید پوش ڈاکو تھے جو کہ نیب کے ذریعے control کیے جاتے رہے، بعد میں ان کو جب نوازا گیا تو اب سرعام ڈکیتیاں ہو رہی ہیں۔ عروس البلاد کراچی میں کوئی مائی کا لال قیمتی mobile ہاتھ میں لے کر نہیں پھر سکتا، اگر آپ یا ہم میں سے کوئی بھی ہاتھ میں mobile لے گا تو یہ guarantee ہے کہ وہ دوبارہ اس mobile کا مالک نہیں بنے گا۔ لاہور شہر میں دن کو ڈکیتیاں ہو رہی ہیں، خالی trucks پھر رہے ہیں، pick up پھر رہی ہیں، چوریوں کا یہ عالم ہے کہ اس دیدہ دلیری سے ہو رہی ہیں کہ جہاں truck کھڑا ہے اور driver سستا رہا ہے، اس کے tank سے تیل تک نکالا جا رہا ہے۔ اس grass root level پر ہو رہا ہے، یہ وہاں تک سرایت کر گئی ہے۔

جناب عالی! ناانصافیاں ختم کرنے کا وعدہ کیا گیا، آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس ملک میں کتنے لوگوں کو انصاف مل رہا ہے؟ لوگوں سے یہ وعدہ کیا گیا کہ انصاف ان کی دہلیز پر پہنچایا

جائے گا۔ میرے محترم وکلا صاحبان بیٹھے ہیں جن کا نام میں ڈر سے نہیں لے سکتا، ان کی فیس 20 سے 55 لاکھ روپے ہے۔ جب Pakistan Steel Mills کی privatization سے Supreme Court نے پردہ اٹھایا تو پتا چلا کہ حکومت نے 65, 65 لاکھ روپے وکلا کو فیسیں دی ہیں۔ جس وکیل صاحب کو 65 لاکھ روپے، 50 لاکھ روپے ملیں گے تو وہ لوگوں کی دہلیز پر انصاف پہنچائے گا؟ جناب عالی! موجودہ واقعات کا تسلسل اس stabbing اور اکا دکا pistol کی ٹک ٹک سے آگے بڑھ کر suicidal attacks تک پہنچ گئے ہیں۔

اسلام آباد میں صدر محترم پر دو دفعہ قاتلانہ حملہ ہوا ہے، پشاور میں فوجی training camp کے اندر جہاں کوئی چڑیا پر نہیں مار سکتی 41 جوانوں کی شہادت ہوئی ہے۔ میں زیادہ دور کی بات نہیں کروں گا، تین چار دن پہلے وزیر داخلہ صاحب کی party کے ایک بھائی اسلام آباد سے اغوا ہوئے، اس کا قتل اور اس کی لاش کا دریائے جہلم سے تلاش کرنا۔ Terrorism کے نام پر ہر داڑھی والے اور پگڑی والے کی تلاشی اب اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ وزیرستان پر جو قیامت ڈھائی گئی، پرائی قیامت ڈھانے کا ملبہ آپ نے اپنے سر ڈالا۔ اس کے reaction سے کوئی شخص محفوظ نہیں ہے، بلا امتیاز اس کا عہدہ کیا ہے، وہ کس سواری پر جا رہا ہے، کس مقام پر ہو گا، کچھ نہیں کہا جا سکتا اور حکومت وقت کی بے بسی اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ Street crimes کی یہ کیفیت ہو چکی ہے، پہلے cycle کی چوری، motorcycle کی چوری، car کی چوری، اب بندوں سمیت چوری ہوتی ہے۔

جناب عالی! مجھ غریب پر رحم کرتے ہوئے میری روداد سنی جائے۔ لاقانونیت کا یہ عالم ہے کہ sitting ministers کے حکم سے بھتے جاتے ہیں۔ میرا بھائی بابر غوری آ گیا ہے، وہ اس کی تائید کرتا ہے، اس لیے کہ وہ بھی بے بس ہے، کیا کرے؟ اس ملک میں ایک سوچی سمجھی سازش کی تحت صوبوں میں destabilization کی ایک کیفیت کبھی بلوچستان میں اور کبھی Frontier میں پیدا کی گئی۔ اس بات کا اندازہ لگائیے کہ محمد طفیل نامی Intelligence Bureau کا ایک بندہ Chief Minister Frontier کے گھر کے dust bin میں explosive پھینکتا ہے، the moment he throws the explosive, اس کو catch کیا جاتا ہے، تھانے لے جایا جاتا ہے اور اس کی خلاصی کے لیے ایک اور محترم جس کا نام ظفر اللہ خان ہے جو آئی بی

کا Joint Director ہے وہ ایک گھنٹے کے اندر اندر اس کو چھڑا کے لے جا تا ہے۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر تو اس بندے طفیل کا شخصی فعل ہے تو let him face the trial. اور یا ان کے کان میں یہ کہا گیا ہے کہ جاؤ اگر کچھ ہوا ہم چھڑا لیں گے تو وہ پیچھے آیا اور چھڑا کے لے گیا۔

Women Protection Bill کے نام پر جو Bill اس ہاؤس سے یا Parliament سے پاس کرایا گیا' نام اس کا ضرور Women Protection Bill تھا لیکن women کی destruction کا عالم دیکھیے حضور والا! کہ پچھلے ہفتے اس قوم کی ایک بچی کے ساتھ گیارہ درندے ظلم کرتے ہیں۔ یہ reported case ہے اور یہ bail out بھی ہو جائیں گے۔

حکومت کے قانون کے محافظ دو ڈی آئی جی صاحبان کو راستے میں جاتے ہوئے Frontier میں target killing کے تحت شہید کیا جاتا ہے۔ Right-left FATA کا area ہے۔ وہاں تو police کی عمل داری نہیں۔ ویسے بھی نئے Police Order میں police کو صوبوں میں اس قدر بے لگام کیا گیا ہے کہ وہ direct اسلام آباد کی طرف دیکھے گی' اگر کوئی signal ملا تو کوئی action لے گی ورنہ ڈی آئی جی بے چارے بھی گئے۔

سیاسی مخالفین کا اغوا ہونا یا سیاسی workers کو تنگ کرنا بہت پرانی بات نہیں ہے۔ 89ء میں جب محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی حکومت تھی تو ایک Operation Midnight Jackal کے نام سے کیا گیا' میرے پیپلز پارٹی کے دوست اس کی تائید کریں گے۔ اس میں پیپلز پارٹی کے MPAs کو اٹھا کے خریدا گیا by hook or crook اب بھی وہی کیفیت ہے۔ الیکشن سے پہلے اعلان ہوتا ہے کہ جناب جمالی صاحب کامیاب' یہ سیٹ جمالی صاحب کی ہے۔ تو پھر اس الیکشن کا فائدہ کیا ہے؟ آپ دیکھ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، اللہ آپ کے منہ میں شکر دے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ جناب عالی! اب Opposition یا کسی بھی contesting candidate کی گاڑی کو گولیوں سے چھلنی کیا جاتا ہے۔ جو so called opposition کا امیدوار تھا اس کو جان بچانی مشکل ہوتی ہے اور

موٹر سائیکل پر اس کو دوسرا شہری اس کی جان بچاتے ہوئے لے جاتا ہے۔ کوئی پرسان حال نہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، رحمت صاحب! دو منٹ اور ہیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب! میں زیادہ بات نہیں کروں گا۔ جناب عالی! آئین اور قانون کی بات کی گئی۔ آپ کو بہتر علم ہے۔ کیا جو گزارشات میں نے کی ہیں یہ آئین میں دیے گئے قوانین سے متصادم حرکات نہیں ہیں؟ کیا اس مفلوک الحال اور در بدر قوم کا کوئی پرسان حال ہے؟

سلیم سیف اللہ خان نے بات کی، بہتر ہوتا اگر وہ میرے بھائی آج یہاں موجود ہوتے کہ جی Frontier میں لاقانونیت کا یہ عالم ہے۔ میں نے آپ کو ایک ادنٰی مثال دی کہ،

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے۔

جن کو ہم اپنے محافظ سمجھ رہے تھے وہ ہمارے گھر میں explosive پھینک رہے ہیں۔ اب اس کا کیا علاج کیا جائے؟ Foreign policy کی trimming کی گئی ہے۔ انڈیا کے ساتھ بہت جلد کشمیر کا مسئلہ حل ہونے والا ہے لیکن پاکستان کی پارلیمان اس سے بے خبر ہے، بشمول مجھے یقین ہے کہ آپ کو بھی اعتماد میں نہیں لیا گیا ہو گا۔ افغانستان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ ستر ہزار فوجی ہم نے بڑے بھائی کے کہنے پر وہاں deploy تو کر دیے ہیں، لیکن فی الحال مزید کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ ہمارے وسائل کیا ہیں؟ کتنے ہیں؟ کہاں تک ہم ان کی demand پوری کرتے رہیں گے؟ سیاچن پر بھی کچھ ہونے والا ہے۔ Offer بھیجی گئی ہے کہ کب withdraw کرو گے۔ اب جواب آئے گا، لیکن ہمیں کچھ پتہ نہیں۔ اس پارلیمنٹ کا، اس سولہ کروڑ عوام کی نمائندہ پارلیمان کا یہ حق ہے حکومت پر کہ ان کو بتایا جائے۔ کرنا تو وہی ہے۔ اب ہم جو رسمی دو چار الفاظ اس پارلیمنٹ میں کہہ رہے ہیں، وہ صرف و ما علینا الا البلاغ کی حد تک ہے۔ ہونا کچھ بھی نہیں ہے۔ ایک اور مشورہ جو سابقہ Retd. Generals, Bureaucrats Intelligence Chief اور سیاستدانوں نے صدر صاحب کو دیا ہے۔ میری بھی یہ گزارش ہے کہ اگر اس مشورے میں کوئی کام کی بات ہو تو اس پر عمل کیا جائے۔

کسے دکھائیں کہ سینے میں درد کیا کیا ہے۔

و السلام۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ - Retirement کے بعد، Bureaucrats ہوں یا جنرل صاحبان، بہت اچھے مشورے دیتے ہیں - اس دن بھی یہ معاملہ زیر بحث آیا تھا - بابر اعوان صاحب please take the floor.

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، بسم الله الرحمٰن الرحیم - شکریہ جناب چیئرمین- بدقسمتی سے جب لوگوں کو عدالتوں میں انصاف نہیں ملتا تو ایک نیا trend نکلتا ہے - جو trend اس ملک میں گزشتہ تقریباً ساڑھے نو دس سال سے شروع ہے۔ پھر عدالتیں قتل ہوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں اور جن لوگوں کو سالہا سال تک ان کے باپ، بھائی، بیٹے، بہنوں کے قاتل آنکھوں کے سامنے نظر آتے ہیں لیکن ان کو سزا نہیں مل سکتی، وہ ہتھیار خود اٹھا کر اپنا انصاف خود کرتے ہیں - اس analogy پر جناب چیئرمین! آج ملک میں امن و امان کی جو صورت حال ہے میں اس کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک comparative study آپ کے لیے لایا ہوں اور یہ comparative study دو جگہوں کا crime chart ہے - میں نے اسلام آباد کو جان بوجھ کر اس میں شامل نہیں کیا - ایک crime chart ہے پنجاب کا ۲۰۰۵ کا اور اس گزرے ہوئے ایک مہینے کا اور دوسرا crime chart ہے کراچی کا - اس crime chart کا میں تھوڑا سا آپ کے سامنے تذکرہ کرنا چاہوں گا لیکن اس سے پہلے میں آپ کی اجازت سے اس crime chart کو property of the House بنانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کاپی پھر دے دیجیے۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، میں definitely بھی دیتا ہوں جناب چیئرمین- اس crime chart کو دیکھنے سے پہلے جو میں نے بات کا آغاز کیا کہ لوگ اپنا انصاف خود کرتے ہیں - اس وقت بدقسمتی سے اس ملک کے اندر سب سے بڑے property dealer وزیر داخلہ اور سیکرٹری داخلہ ہیں - میں یہ بات بغیر کسی ثبوت کے نہیں کہہ رہا - اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ وزیر داخلہ جب وزیر اعلیٰ تھے تو ان پر جو ریگی للمہ، Ring Road plot دینے اور

ناجائز پیسہ کمانے کے جو references بنے اور ان میں سے کچھ references آج بھی ایک reference اسلام آباد، پنڈی کی عدالت میں ہے، ایک reference Supreme Court of Pakistan میں pending ہے۔ اس دوران ان کے جو ہمراہی ملزمان تھے، جو صوبے میں ملازمت کرتے تھے اور ان کی corruption میں ان کی مدد کرتے تھے۔ میرا الزام نہیں ہے، یہ on record NAB کا الزام ہے، احتساب والوں کا الزام ہے۔ جناب چیئرمین! ان سب کو CDA میں لا کر مختلف عہدوں پر بھرتی کیا گیا اور وزارت داخلہ میں سیکرٹری سے لے کر نیچے تک ان کو بھرتی کیا گیا تاکہ وہ ٹیم جس نے صوبہ سرحد کی تاریخ کا، تاریخی mega corruption scandal سامنے لائی، وہ ٹیم اپنی خدمات جاری رکھ سکے۔ آج عملاً یہ صورت حال ہے کہ اگر تین سو فائلیں ایک مہینے میں move کرتی ہیں، مختلف tables پر وزارت داخلہ میں تو ان تین سو فائلوں میں سے، میں پورے دعوے کے ساتھ بلا خوف تردید یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ ۲۷۵ فائلیں مختلف کمرشل، residential اور بڑے بڑے جو قطعے ہیں اسلام آباد کے ان کے الاٹمنٹ کی ہوتی ہیں۔ جو وزارت داخلہ اس قدر بڑے property کے business میں property tycoon کے طور پر کام کر رہی ہو، اس وزارت داخلہ سے لوگوں کا یہ توقع رکھنا کہ وہ اس ایوان سے صرف آدھے فرلانگ کے فاصلے پر کسی خودکش بمبار کو روک لے گی یا وہ اس ایوان سے تھوڑا سا ادھر آدھے کلو میٹر کے فاصلے پر کسی جگہ پڑے ہوئے ۱۵، ۲۰ بم اور مارٹر گولے رکھنے والوں کو گرفتار کر لے گی، میں سمجھتا ہوں یہ امید رکھنا عبث ہے، یہ امید رکھنا ان کی property dealing کی توہین ہے۔ ان کی corruption mafia کی توہین ہے۔ ان کے کاروبار کی توہین ہے۔ اس لیے میں یہ تو نہیں کہتا کہ اللہ حافظ ہے اس سارے نظام کا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خلیفہ فی الارض بنانے کے بعد ہماری ذمہ داری لگائی ہے۔ ہم اللہ رب العزت کی مہربانی سے لوگوں کو تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ ان کے ساتھ کھڑے ہیں، ان کے ہم آواز اور ہم قدم ہیں، ان کے ہمراہی ہیں۔ تکلیف کے اس لمحے پر جب پورا ملک اس طرح لگتا ہے کہ کسی نے اس ملک کو بھتہ خوروں، کسی نے اس ملک کو دہشت گردوں اور کسی نے اس ملک کو جرائم پیشہ لوگوں اور کسی نے ڈاکوؤں کو lease پر دیا ہوا ہے، ایسے مرحلے میں ہم قوم سے آنکھیں اور نظریں نہیں پھیر سکتے۔ ہم دکھ، تکلیف، کرب، الم اور رنج کے اس مرحلے میں بھی قوم کے ساتھ ہیں۔

جناب چیئرمین! اب میں آپ کی توجہ اس crime chart کی طرف فوری طور پر دلوانا چاہتا ہوں۔ اس سے پہلے میں یہ مطالبہ کرنا چاہتا ہوں کہ CDA سے وزارت داخلہ کی جان چھڑائی جائے اور آرٹیکل ۲۵ کے مطابق جس طرح باقی سارے ملک کے شہروں کے اندر کراچی جیسے بڑے شہر میں، لاہور جیسے بڑے شہر ہیں، کوئٹہ جیسے بڑے شہر میں اور پشاور جیسے بڑے شہر میں بلدیاتی ادارے بنائے گئے ہیں۔ اسی طرح منتخب بلدیاتی ادارہ بناکر CDA کو بلدیاتی ادارہ بنایا جائے تاکہ CDA کی جان اس corruption mafia سے چھڑائی جا سکے۔

جناب چیئرمین! دوسری بات ہے crime chart میں quickly تھوڑی سی معلومات آپ کے لیے اور اس ایوان کے لیے پڑھ دینا چاہتا ہوں اور یہ معلومات میری نہیں ہیں۔ میں ساتھ ساتھ اداروں کے نام لے لیتا ہوں جنہوں نے یہ معلومات اکٹھی کی ہیں۔ اس سے ہمیں معلوم ہوگا کہ crime rate کس طرح اوپر جا رہا ہے۔ Let us start from the biggest province of this country Punjab اس میں حکومت پنجاب کے ---------

(اس موقع پر سینیٹر دلاور عباس کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

Mr. Presiding Officer: Thank you, please continue.

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: Thank you Mr. Presiding Officer and you are welcome in the Chair.

میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ Punjab Government کے اپنے شائع کردہ اعداد و شمار کے مطابق 2005ء کے اندر 25-316 عوامی نوعیت کے بڑے جرائم کی reports ہوئیں اور 2006ء میں یہ تعداد بڑھ کر 314647 ہوگئی۔ 2006ء میں 9600 مقدمات robberies کے درج ہونے جو ۱۹ فیصد increase تھا 2005ء کے مقابلے میں۔ 4900 murder کے reported cases درج ہوئے صرف صوبہ پنجاب کے اندر۔ Attempted murders کے 6900 cases درج ہوئے، اس کا جو increase ہے یہ ۱۱ فیصد بنتا ہے۔ Rape کے مقدمات میں، عورتوں کے خلاف جنسی جرائم کے جو وحشیانہ جرائم تھے ان میں ۶ فیصد اضافہ ہوا۔ Residential areas میں جو burglaries تھیں ان میں ۱۲ فیصد اضافہ ہوا اور cattle theft کے cases میں ۱۸

بہت اضافہ ہوا۔ untraced 11700 چوریوں کے cases صرف پنجاب میں ایک سال کے اندر
رجسٹرڈ ہوئے اور larger boost جس کو کہا گیا ہے کہ in the first month of 2007 وہ
55 cases ایسے ہوئے۔ وہ پچپن کیس ہوئے ایسے جن میں لوگوں کو اٹھایا گیا اور ان سے
پیسے لیے گئے اور اغوا برائے تاوان کے یہ cases ہوئے اور جو ایک مہینے کی آخری رپورٹ میں
آپ کے سامنے پنجاب کی رکھنا چاہتا ہوں۔ آپ کی اجازت سے۔ جناب چیئرمین! جو 15 کا سیٹ
اپ ہے اس کی رپورٹ کے مطابق اور Capital City Police Lahore اس کی رپورٹ کے
مطابق، 15 اور capital یہ دونوں حکومتی ادارے ہیں۔ ان کی رپورٹ کے مطابق بیس ہزار
جرائم پچھلے ایک مہینے میں twenty thousand reports of different occurrences
were reported only in the Capital City of Lahore which is Capital of
Punjab. اب میں جلدی سے آپ کی توجہ crime chart کے دوسرے صفحہ کی جانب دلاتا
ہوں جس کو میں جناب چیئرمین کی اجازت سے ایوان کی کارروائی کا حصہ بنا چکا ہوں اس کے
میں چھوٹے چھوٹے پانچ features آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ This crime chart
pertains to Karachi اور یہ رپورٹ جو ہے وہ ہماری نہیں ہے۔ یہ رپورٹ دی ہے Citizen
Police liaison of Committee CPLC Karachi نے for the year 2006، یہ ایک
NGO ہے جس میں پولیس بھی شامل ہے اور شہری نمائندے بھی اس میں شامل ہیں۔ بلدیاتی
ادارے بھی اس میں شامل ہیں۔

اب اس کی رپورٹ اس طرح سے ہے۔ اس میں وہ آپ کو عکس منعکس ہوتا ہوا نظر
آئے گا جو پاکستان میں law and order کی صورت حال کے بارے میں، پہلا according to
CPLC statistics were of 2006 پانچ ہزار اکاسی reported vehicle thefts ہوئی تھیں۔
Average جو ہے stolen per month جو گاڑیاں ہوتی ہیں کراچی میں، ایک مہینے میں 423
گاڑیاں کراچی میں چھینی جاتی ہیں یا چوری ہوتی ہیں۔ یہ increase جو ہے 330 per month
تھا 2005 میں، اور 2006 میں یہ rate تھا 316 per month اور پولیس جو recover کرتی
ہے وہ تقریباً 29% recover کرتی ہے اس سے زیادہ وہ recover نہیں کر سکتی۔

اسی طرح سے سب موٹر سائیکل جو چوری ہوئے 2006 میں 7025 موٹر سائیکل چوری

ہوئے اور یہ ہر مہینے 585 موٹر سائکل کراچی سے چوری ہو رہے ہیں۔ اور یہ reflect کرتا ہے 497 per month reported cases کا increase 2005 کے مقابلے میں۔ اور پولیس جو recover کرتی ہے یہ بھی 29% سے زیادہ نہیں جا سکتے۔ اس کا جو دوسرا پہلو ہے جناب والا! وہ ہے CPLC کے statistics کے مطابق 2006 میں جو murder ہوئے۔ یہ total ہے terrorist killings ہوئیں اور اس کے ساتھ 113% increase ہوا as compared to 2005 اور 163 reported cases تھے 2004 میں اور 2006 میں یہ cases صرف 76 reported تھے۔ Within ten minute جن کے جرائم کی میں تفصیل بتا رہا ہوں وہ I hope کہ یہ تو قوم تک پہنچنا چاہیئے۔ ہاشمی صاحب کہہ رہے ہیں وہ، درحقیقت وہ نہیں ہیں۔ میں اتفاق کرتا ہوں ہاشمی صاحب سے۔

جناب میں یہ عرض کر رہا تھا کہ there has been cases number of reported cases 163 in 2004 ہم قتل کی بات کر رہے ہیں اور انسانی جان کی حرمت ہے اسلام کے مذہب میں بھی اور باقی مذاہب میں بھی اور ہمارے قانون میں بھی اور 76 cases تھے صرف 2003 میں۔ یہ جو statistical data ہے وہ کہتا ہے ایک سال جو ۱۹۹۵ تھا اس میں اب جو قتل، میں نے اب جو آپ کو بتایا اس کے مقابلے میں یہ قتل بہت زیادہ ہوئے 2003 and 2004 کے مقابلے میں اور 2006 میں یہ اس reference سے اضافہ ہوا جو میں نے آپ کو بتایا Cell phones theft اور جو snatching ہے اس کے cases یہ ہیں کہ there was a total of fifty four thousand one hundred fifty six cell phones جو چھینے گئے، یہ رپورٹ ہوئے 2006 میں۔ پچھلے سال جو cases تھے یہ تھے 35330 ہم ان کو بھی صرف کہہ رہے ہیں۔ آخری میں کہہ دیتا ہوں کہ کراچی کے اندر terrorism کی جو کارروائیاں ہیں----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ڈاکٹر صاحب ٹائم آپ کا----

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، جناب میرا تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے لیکن دہشت گردوں کا وقت جاری ہے۔ میرے لیے وقت ختم ہو گیا ہے لیکن ان کو انہوں نے ملک دے دیا ہے ٹھیکے کے اوپر کہ آپ لوگوں کو تنگ کریں ان کا ٹائم جاری ہے۔ میرے لیے تو

وقت کی پابندی ہے لیکن ان کے لیے کوئی وقت کی پابندی نہیں ہے۔ جو چاہیں تو ہمارے اس طرف، جو چاہیں تو ہمارے اس طرف، جو چاہیں تو ہمارے آگے، جو چاہیں تو ہمارے پاس اور جو چاہیں تو ہمارے گھر میں بھی آ کر دھماکا کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میری باتیں وزارت داخلہ کو شرمندہ کرنے کے لیے ناکافی ہیں تو میں کچھ اور اعداد و شمار لے کر آؤں گا Thank you

Mr. Presiding Officer

Mr. Presiding Officer: Thank you Dr. Sahib.

سینیٹر ایس ایم ظفر: جناب چیئرمین صاحب! آج ہم ایک بہت اہم مسئلے پر بحث کر رہے ہیں اور یہ ایک مسلمہ اصول ہے بلکہ universal truth ہے کہ مملکت کی اولین ذمہ داریوں میں یہ ایک ذمہ داری ہے کہ وہ شہریوں کے جان و مال کی حفاظت کرے اور اس کی ضمانت دے بلکہ بہت سارے دانشور اس ذمہ داری کو مملکت کا جواز قرار دیتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ اگر حکومت اور حکومت کے ادارے یہ ذمہ داری پوری نہ کرسکیں تو حکومت کے اداروں پر اعتماد اتر جاتا ہے اور ریاست کے ساتھ وفاداری کمزور پڑ جاتی ہے اور بالآخر خود ریاست خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ ایک عام شہری کی حیثیت میں اور ایک عام آدمی کے نقطہ نظر سے یہ کہنا درست ہوگا کہ وطن عزیز میں امن و امان کی صورت حال تسلی بخش نہیں ہے۔ بہت سے چارجز پیش ہوئے ہیں اور ہوں گے جو اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ ہم جو عوام کے نمائندگان یہاں اکٹھے ہوئے ہیں ہم کوئی مشترکہ لائحہ عمل بنائیں۔ حالات کے بگڑنے کا الزام کس پر ڈالا جائے کیا حالات کے بگڑنے کی وجوہات کے ڈانڈے ماضی سے نہیں ملتے بلکہ دور ماضی سے جا کر ملتے ہیں۔ کیا اس کا کچھ تعلق بین الاقوامی حالات سے نہیں ہے۔ اگر پڑوسی کی بہت بڑی بلڈنگ دھماکے سے ایک دم نیچے آ گرے تو ساتھ کے مکان کے مکینوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور نقصان بھی پہنچتا ہے۔ آپ اور ہم سب جانتے ہیں کہ بہت سارے ایسے لوگ اور ایسے ممالک جو ہمارے ہمسائے بھی ہیں اور ہم سے دور بھی ہیں۔ میں کہوں گا کہ وہ خود بھی اپنی شیطانیوں اور حرکات سے یا intervention سے بھی باز نہیں آ رہے اور اپنی کارروائیاں جاری رکھی ہوئی ہیں۔ ایسے حالات میں بجائے اس کے کہ ہم یہ معلوم کریں کہ کس نے کتنی ذمہ داری قبول کی یا کس پر ذمہ

داری ڈالی جائے۔ تو اگر ہم یہ کریں گے تو تلخیوں کو جنم دیں گے اس کے برعکس ضروری ہے کہ ہم سب مل کر کوئی ایسا راستہ اختیار کریں جس سے عوام کی مشکلات حل ہو سکیں۔ مشکلات میں اضافہ کرنا اور تنقید کرنا تو بڑا آسان کام ہو جاتا ہے اگر ہم نے ایسا کیا تو میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پھر وہی صورت حال ہو گی کہ اگر ایک گروہ جس کے خلاف دشمن چڑھائی کر رہا ہو بجائے اس کے کہ وہ دشمن کا مقابلہ کرے اگر آپس میں ہی وہ جھگڑے میں پڑ جائیں تو دشمن کے لیے آسانیاں پیدا کرے گا اور اپنے لیے مشکلات پیدا کرے گا۔ اس لیے اس ایوان میں جناب یہ کوشش ہوگی کہ میں مختصراً ایسی چیزوں کی جانب توجہ دلاؤں اور ایسی گزارشات کروں اور سفارشات پیش کروں جس پر اگر ہم عمل کر سکیں اور عمل کریں تو حالات شاید بہتر ہوں اور عوام کے لیے سہولت کی گنجائش نکلے۔ بالکل درست کہا جاتا ہے it is better to light a candle than criticise the darkness اگر مصیبتیں آئیں تو اس کا علاج کرنا زیادہ ضروری ہوتا ہے ۔ میں ابتدا میں یہ بھی عرض کر دوں کہ مسئلہ کتنا بھی مشکل اور گمبھیر ہو، اگر قوم متحد ہو جائے تو اس کا حل تلاش کر سکتی ہے ۔ دنیا نہیں مانتی تھی کہ پاکستان جو ایک سوئی بھی نہیں بنا سکتا وہ نیوکلیئر ٹیکنالوجی حاصل کر سکتا ہے لیکن 28th May 1998 کو چاغی کے پہاڑوں نے روشن ہو کر دنیا پر ثابت کر دیا اور تصدیق کر دی کہ جب قوم چاہتی ہے تو ہو جاتا ہے ۔ Where there is a will, there is a way تو آئیے ہم راستہ تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ میں پہلے عرض کرنا چاہوں گا کہ یہاں ملک میں دہشت گردی کا ذکر ہوا ہم سب کو معلوم ہے اور جانتے ہیں صبح و شام اخبار میں پڑھتے ہیں کہ ملک کو دہشت گردی کا سامنا ہے خود کش حملوں کا سامنا ہے۔ جس میں معصوم جانیں اور قومی فرائض ادا کرنے والے لوگ اور قومی اثاثوں کو نقصان پہنچ رہا ہے تو اس لیے ہم سب کو اس ایوان کی جانب سے ایک مشترکہ اعلامیہ جاری کرنا چاہیے اور میرا خیال ہے اس میں کسی کو ہچکچاہٹ نہیں ہوگی۔ ایک مشترکہ بیان کے ذریعے یہ پیغام دینا چاہیے کہ ہم ہر حالت میں دہشت گردی کی مذمت کرتے ہیں۔ پاکستان میں جو بھی اس کا مرتکب ہو رہا ہے وہ نہ اسلام کی، نہ پاکستان کی خدمت کر رہا ہے، دہشت گردی اخلاقی، انسانی اور اسلامی اصولوں کے بالکل منافی ہے اس پر ہمارا یقینی طور پر اتفاق ہونا چاہیے ۔

جناب والا! امن و امان کے لیے سب سے اہم ادارہ، پولیس کا ادارہ ہے۔ اس ادارے کی کارکردگی پر مختلف قسم کی تنقید ہوئی ہے، جائز طور پر ہوئی ہے اور اس میں بہت سا صحیح جواز دکھائی دیتا ہے لیکن محکمے میں خرابیوں کی جڑ تقرری اور ترقی کے وقت merit کو نظر انداز کرنا ہے تو یہ فیصلہ حکومت کو اور ہم سب کو کرنا چاہیے کہ اب اس سلسلے کو بند ہونا چاہیے اور آئندہ جو تقرری اور ترقی ہو، وہ صرف اور صرف merit کی بنیاد پر کی جائے۔ لیکن چونکہ پہلے ترقیاں اس انداز سے ہوئی ہیں کہ جس میں merit کو نظر انداز کیا گیا ہے تو باوجود اس کے کہ انسانی حقوق سے میرا تعلق ہے، قانون کی علمبرداری کو میں بہت ضروری سمجھتا ہوں لیکن یہ کہنے میں بھی مجھے عار نہیں ہے کہ اگر کچھ ایسے لوگ نظر آئیں جو نااہل ہوں یا ان کی کارکردگی اس وقت ایسی دکھائی دے کہ ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے تو محکمہ پولیس میں سمری طریقے سے ان کو فارغ کرنے کی سفارش ضرور کرنا چاہوں گا کیونکہ جب تک تطہیر نہ ہو، جب تک یہ باہر جانے کا معاملہ طے نہ ہو اس وقت تک یہ محکمہ درست نہیں ہو سکے گا۔

Mr. Chairman! today is a world in which there is a competition between pre-emptive action and dialogue and we have seen in the international scenario that the pre-emptive action or any action which is the military action, as compared to the dialogue is failing. We have seen it in Iran. We have seen it in Afghanistan. And therefore, this is the period when we have to decide that the political dialogue is better than any operation. I think the time has come to recommend to the Government and I am quite sure any voice from here will be that a political solution at anytime is better than a military operation. This message must also go to the Government that they must resort to the political dialogue and try to reconciliate with the people.

جناب والا! انسانی حقوق کا مسئلہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ انسانی حقوق کے ساتھ ہی منسلک ہے انصاف، انسانی حقوق کے ساتھ ہی منسلک ہے احترام آدمیت۔ آج جو مسئلے ہیں بہت

سارے معاملات انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے ہوتے ہیں' اس پر حکومت کی جانب سے آواز اٹھتی ہے' یہاں سے بھی آواز اٹھتی ہے' اب وقت آ گیا ہے اور اس کے لیے کچھ کام بھی ہوا ہے لیکن اس کام میں اب تاخیر نہیں ہونی چاہیے کہ ایک independent human rights commission پاکستان میں قائم کیا جانا چاہیے پھر اس صورت میں اب یہ جو مسائل آپ کے سامنے آئے ہیں کہ بہت سارے لوگ لاپتا ہوگئے ہیں اور ان کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہو رہا' ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ تک بھی معاملہ گیا ہے اور چونکہ پوری طرح سے ادارے اس کی تفتیش نہیں کر سکتے اگر independent human rights commission موجود ہوگا تو یقینی طور پر اس کا کوئی نہ کوئی حل نکالا جا سکے گا۔

سیاسی ماحول کو بہتر بنانے کے لیے کچھ کرنا ہوگا کیونکہ اگر سیاسی ماحول بہتر ہوگا تو امن و امان کی صورت حال بھی بہتر ہوگی۔ میرا اندازہ ہے کہ اس کا ذکر کر دینا بھی ضروری ہوگا کہ ہمیں independent Election Commission کے لیے جو ضروریات ہیں وہ پوری کرنی چاہییں - اور یہ بات بھی مان لینی چاہیے کہ اس دفعہ کے انتخابات کو ہم سب کو مل جل کر صاف، شفاف اور غیر جانبدار بنانے کی کوشش کرنی چاہیے اور یہ تب ہی ہوگا جب ہم مشترکہ طور پر کریں گے۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ امن و امان کی حالت درست کرنا اب صرف حکومت کے بس کی بات نہیں ہے - اس میں عوام کی اور تمام ساتھیوں کی شرکت بھی ضروری ہے اور اب یہ ضروری ہوگیا ہے کہ law enforcing agencies اور عوام کے درمیان بھی رابطے کے لیے ایسی organizations بنائی جائیں جہاں یہ دونوں بیٹھ کر امن و امان کے معاملے میں کوئی نہ کوئی راستہ تلاش کر سکیں۔ بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

Mr. Presiding Officer: Thank you S.M. Zafar Sahib. Next speaker is Sahibzada Khalid Jan Sahib.

سینیٹر صاحبزادہ خالد جان، شکریہ جناب چیئرمین! دو دن سے law and order پر دونوں طرف سے بات ہو رہی ہے۔ جناب والا! میں اپیل کرتا ہوں کہ کم از کم معزز ممبران جو

کچھ کہہ رہے ہیں ان کو کاغذوں تک محدود نہ کیا جائے بلکہ اس پر عملدرآمد کیا جائے۔جناب والا! اس وقت پندرہ کروڑ عوام میں سے ہر فرد پریشانی کے عالم میں ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان ، صاحبزادہ صاحب ایک منٹ کے لیے آپ اگر رک جائیں۔ وزیر داخلہ صاحب یہاں نہیں ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی وزیرداخلہ صاحب موجود نہیں ہیں۔

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: He has to be here. He has to show some reverence to the House.

وزیر داخلہ غائب ہے۔ وہ پھر پلاٹوں کی خرید و فروخت کے لیے چلے گئے ہیں۔ پراپرٹی ڈیلری کے لیے چلے گئے ہوں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، قومی اسمبلی میں بھی debate ہو رہی ہے وہ ادھر ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، وہاں تو حکومت کا کورم ہی نہیں ہے۔وہاں پر کچھ نہیں ہو رہا۔ آپ نے اس قسم کی debate کرانی ہے تو ہم اس debate کو چھوڑ دیتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، نہیں، نہیں ڈاکٹر صاحب ! ان کو بلا لیتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب ! ابھی ہم کیا کریں؟ میں معذرت چاہتا ہوں۔ میں آپ کی شان میں گستاخی نہیں کر رہا صرف ان کے لیے کہہ رہا ہوں کہ یہ تو بھینس کے آگے بین بجانے والی بات ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ابھی نہ اس وقت بھینس ہے اور نہ بین ہے۔ میرا خیال ہے ۔جناب وسیم سجاد صاحب آپ کی تقاریر سے محظوظ ہو رہے ہیں۔

Senator Wasim Sajjad (Leader of the House): I am listening this and this side I am fully aware

یہ خواہ مخواہ الزام تراشی ہو رہی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی ڈاکٹر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، قائدایوان بھینس نہیں ہیں۔ میں تو کسی اور طرف اشارہ کر رہا تھا۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، ڈاکٹر صاحب تشریف رکھیں۔ جی۔

سینیٹر صاحبزادہ خالد جان، جناب والا! پندرہ کروڑ عوام میں سے ہر فرد جب گھر سے پریشانی کے عالم میں نکلتا ہے اور پریشانی کے عالم میں واپس آتا ہے۔ ایک آدمی گھر میں بھی محفوظ نہیں ہے۔ میں لمبی چوڑی تقریر نہیں کرتا صرف چند باتیں کرتا ہوں۔ سب معزز اراکین نے کہا کہ خودکشی ہو رہی ہے فلاں ہو رہا ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے ان میں ہمارے بعض معزز اراکین کا بھی ہاتھ ہے۔ ایک دو وزراء کا بھی ہاتھ ہے۔ جس طرح ہمارے بابر صاحب نے کہا پچھلے دنوں ہمارے ایک دوست سلیم سیف اللہ صاحب جو ہمارے صوبے سے تعلق رکھتے ہیں، جنہوں نے ہمارے علاقے سے ضمنی الیکشن بھی لڑا ہے۔ ابھی وہ موجود نہیں ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ وہ نہیں میں اس کو جواب دیتا۔ ہمارے علاقے میں جو بھی خودکش حملے کرنے والے ہیں، جو اغوا کار ہیں، انسانوں کو بھی اغوا کرتے ہیں اور کاروں کو بھی اغواء کرتے ہیں تو کیا سلیم سیف اللہ صاحب نے ووٹ کی بھیک مانگنے کے لیے ان کے پاس دو تین دن نہیں گزارے تھے؟ وہ مجھے اس کا جواب دیں گے؟ ان اغوا کاروں کے حکم پر، ان کے مشورے پر چونکہ مالاکنڈ لیوی مرکز کے ساتھ ہے وہاں پر تین سال کے لیے کمانڈر مقرر ہوا تھا ان کے کہنے پر ان کے تین سال کی مدت کو کم کرکے اڑھائی سال میں ان کا عہدہ ختم نہیں کیا تھا؟ اب بھی ان لوگوں کی پشت پناہی سلیم سیف اللہ صاحب اور امیر مقام صاحب نہیں کر رہے ہیں۔ جنوبی اضلاع میں جو کچھ ہو رہا ہے ان سب کی پشت پناہی سلیم سیف اللہ صاحب کا خاندان نہیں کر رہا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ آج وہ موجود نہیں ہیں تاکہ وہ ہمیں مطمئن کرسکیں کہ یہ ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا ہے۔ وہ سب کچھ صوبائی حکومت پر ڈال رہے ہیں۔ صوبے میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ یہ خود کر رہے ہیں۔ پہلے بھی کیا ہے اور اب بھی کر رہے ہیں۔ میں اسی پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں شکریہ۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، مہربانی۔ محمد اعظم خان سواتی صاحب۔

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Mr. Chairman, glad

to be back. I hope my thought is going to accompany me not only in making my statement but also showing my sentiments. Mr. Chairman! in this august House today I heard many profound speeches. What I would like to discuss would be an international scenario and what is happening. Law and order situation in Pakistan is going to get worst. If by now we do not understand that in whose hands we are going to be playing. The international situation is calling us that we are the ally on war on terror. These are the fruits that you and I are going to be having and it is the natural outcome of exactly the war on terror or ally to the United States. Let me apprise this august House about a latest legislation which has been passed by the US House of Representatives, it has gone to the Senate for discussion which is calling the President of United States to stop any and all aid to Pakistan unless Pakistan stops resurgence of Taliban.

Mr. Chairman! to reinforce, we are going to see in this week a cowboy is coming, a new Secretary of Defence from United States is coming and he would have a dialogue with Mr. Musharraf, so, he can advance the mad policies of Mr. Bush. One cowboy is coming here giving and bringing the order and the commandment of another cowboy,

یک نہ شد دو شد'

three people today are very important for United States. First of all Mr. Maliki, who has completely failed in addressing the policies of mad Bush rather than unifying the country, has completely divided the country, rather than healing the wounds he has aggravated the wounds.

Second most important man is Mr. Karzai and I would share my comments when Chairman Soomro was visiting, last winter, Washington, I was also invited. I made a comment to Mr. Brownback, the Senator of Arkansas that why we should be responsible for every wrong United States is saying to the world? Why 70% of opium being exported from Afghanistan under the nose of Americans and President Karzai could not stand and I made a comment that Mr. Karzai cannot go to his own bathroom without American guard.

The third most important is Mr. Musharraf, an ally on war on terror. This is what going to happen back here in my motherland. Law and order situation is going to get worst. As long as we are going to advance the policies of mad Bush.

Mr. Chairman! the people of United States have rejected his plan. I urge Mr. Musharraf to say "no" once for all. We are not subservient to United States. As an independent nation, as an Islamic nation, we must have our own course to proceed showing our independence. This is how we are going to achieve peace, tranquility and harmony between the different provinces and that in our country.

Mr. Chairman, the time has come that we need to start realizing. The people of this country is pounding on our doors. We are saying in their voice that we should stop this madness. We should cater our own needs. This is how we are going to bring peace and the law and order situation is going to be better. I urge the opposition as well as the treasury that if Mr. Musharraf this time when Robert Gates is coming, if

you would stand up and say "no", then I think we can bring what we need and that is peace, law and order. Thank you very much.

Mr. Presiding Officer: Thank you. Yes, please.

جناب بابر خان غوری (وزیر برائے شپنگ)، جناب چیئرمین! آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ کچھ لوگوں کا delegation باہر سے آیا ہوا تھا اور میں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اس issue کو میں ایوان میں لاؤں گا۔ وہ سیمنٹ کی جو قیمت بڑھی ہے 260 روپے فی بوری ہوئی ہے۔ اس پر کافی لوگوں کی reservations ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر عوام کافی غم و غصے میں ہیں۔ کیونکہ یہ عام طور پر 170 روپے سے لے کر 210 روپے فی بوری بک رہی تھی۔ اچانک وزارت پیداوار کے حوالے سے ایک bidding ہوئی اور اس میں یہ ریٹ آئے۔ میں بھی اور ہمارے متحدہ قومی موومنٹ کے اراکین اس پر مطالبہ کر رہے ہیں میں خود بھی وزیراعظم سے بات کروں گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اہم issue تھا اور اس ہاؤس کے علم میں لانا ضروری تھا ۔ ہماری کوشش ہے بحیثیت ایک کیبنٹ ممبر کے کہ میں اس بات کو وزیراعظم کے علم میں لاؤں اور کوشش کروں کہ یہ جو قیمت بڑھ گئی ہے اس سے construction industry کو بہت نقصان ہوگا۔ اس کو کسی طرح کم کیا جائے۔ یہ میرا وعدہ ہے اور میں یہ اس ہاؤس کے علم میں لے آیا ہوں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر ، شکریہ۔

آوازیں ، ہم سب اس کی تائید کرتے ہیں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر ، لیاقت علی بنگزئی صاحب۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، جناب چیئرمین! واقعی اس بات پر پورے ملک میں کافی تشویش پائی جاتی ہے۔ جب ایک سو ساٹھ سے لے کر 210 تک پورے ملک میں سیمنٹ بک رہی تھی نہ جانے انڈسٹری والوں کو کیا خواب آیا اور انہوں نے فوراً 260 روپے فی بوری کر دی۔

جناب چیئرمین! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر ، جی، جی ۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل ، Law and Order پر بات کرنی ہے' یہ ہاؤس اسی لیے call کیا گیا ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، اسی طرف آ رہا ہوں۔ جناب چیئرمین!

وقت کرتا ہے پرورش برسوں

حادثہ ایک دم نہیں ہوتا

میں سب سے پہلے محترم قائد حزب اختلاف جناب رضا ربانی صاحب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ اس burning issue کو تین دن سے اس ہاؤس میں زیر بحث لائے ہیں۔ جو کہ وقت کی آواز بھی ہے اور پوری عوام کی نظریں اسی ہاؤس پر جمی ہوئی ہیں۔ جناب چیئرمین! اس وقت لاءاینڈ آرڈر کی صورت حال یہ ہے کہ تمام ادارے تباہ ہو چکے ہیں۔ انصاف مفقود ہے۔ امن و امان برباد ہے۔ مہنگائی' الامان والحفیظ' بے روزگاری شدید' عدم تحفظ زوروں پر ہے۔ جناب چیئرمین! سرحدیں غیر محفوظ ہیں۔ اغوا برائے تاوان آئے دن ہو رہے ہیں۔ اتحادی فوجوں اور طیاروں کی سرحد پار سے بمباری معمول کی بات ہے اور مسئلہ کشمیر اپنی بدترین حالت میں ہے۔

جناب چیئرمین! جہاں تک قانون کی بات ہے' قانون کا نفاذ ایک مذاق بن چکا ہے۔ لوگوں کی عزت' جان' مال اور چادر و چار دیواری کے معنیٰ ہی ختم ہو گئے ہیں۔ بقول BBC, اس نے بڑا اچھا اور جاندار تبصرہ کیا ہے' اس نے کہا کہ پاکستان کی مثال اس لاوارث' یتیم' بے کس و بے بس اور مجبور بچے کی سی ہے جو بیچ چوراہے میں بیٹھا ہوا ہے۔ کوئی بھی آ کر اس کو تھپڑ' لات اور گھونسوں سے مار سکتا ہے۔ یہ ہماری حالت ہو گئی ہے۔ جناب چیئرمین! میں یہ نہیں کہتا کہ حالات خراب ہیں' حالات ابتر ہو چکے ہیں۔ ملک کی اندرونی صورت حال کا ایک ہلکا سا نقشہ میں نے House میں پیش کیا ہے اور دوسری طرف ہمارے صدر محترم حماس اور الفتح کے حالات اور مشرق وسطیٰ کے بارے میں اپنی theories پیش کرنے بیرون ملک دوروں پر نکلتے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ ایک کھلا راز اور ایک حقیقت ہے کہ دنیا ہمیں امریکی ٹاؤٹ سمجھتی ہے۔ ہماری باتوں کی کوئی وقعت' عزت اور وزن نہیں ہے۔ حتیٰ کے فلسطین جہاں کے مسئلے کے لیے

ہم نے اپنے آپ کو خود ہی پیش کیا ہے وہ بھی ہمیں امریکی ٹاؤٹ سمجھ کر ہمیں درخور اعتنا نہیں سمجھتے۔ جناب چیئرمین! پاکستان ایک مسائلستان بنتا جا رہا ہے۔ ہر روز ایک نیا مسئلہ، ہر روز ایک نیا issue ہر روز ایک نیا problem آپ ہماری اقتصادی حالت کو دیکھیں تو 2005-2006 کو جو ہمارا افراط زر تھا اس کو 2006-2007 سے compare کر لیں تو سارا نقشہ آپ کے سامنے آ جائے گا۔ اس پر میں آگے چل کر بات کروں گا۔ جناب چیئرمین! جہاں تک اسرائیل کو تسلیم کرنے کا سوال ہے، جس کے لیے ہمارے صدر صاحب دن رات ایک کیے ہوئے ہیں، سوال یہ ہے کہ کیا خود اسرائیل بھی اپنے آپ کو تسلیم کرتا ہے؟ ایک ایسی مملکت جس نے آج تک اپنا جغرافیائی حدود اربعہ declare نہیں کیا، جو مسلسل جارحیت کا مرتکب ہو رہا ہے، جس نے لاکھوں فلسطینیوں کو بیوہ، یتیم اور معذور بنا کر لاکھوں فلسطینیوں کو بے گھر کیا ہے اور ان کی زمینوں پر قبضہ کیے جا رہا ہے۔ آج وہ اس پوزیشن میں ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں اپنی سرحدیں مزید بڑھاؤں گا۔ اگر آپ اسرائیل کو تسلیم کرنا چاہیں بھی تو اسرائیل آپ کو اس کی اجازت نہیں دے گا کیونکہ آج تک دنیا کے نقشے پر اس نے اپنی کوئی سرحد declare نہیں کی ہے۔ ہم کس کے معاملات میں پڑے ہوئے ہیں؟ مجھے ایک شعر یاد آ رہا ہے۔

تجھ کو پرائی کیا پڑی، اپنی نبیڑ تو

آپ اپنے معاملات کو پہلے سیدھا کر لیں پھر اس کے بعد اسرائیل کو تسلیم کرانے کے لیے campaign چلائیں۔ جناب چیئرمین! اگر اس طرح ہم نے ہر جارح اور غاصب کو free hand دے دیا تو پھر کل خدانخواستہ وہ دن بھی دور نہیں جب کوئی ہمارے اوپر بھی جارحیت کرے اور خاکم بدہن ہم کو صفحہ ہستی سے مٹا دے۔

جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کی جو حالت ہے، جو خودکش حملے ہو رہے ہیں، جناب چیئرمین! میں ان کو خودکش حملے نہیں بلکہ خود بش کے حملے کہتا ہوں۔ خود بش صاحب ان حملوں کے ذمہ دار ہیں اور باقاعدہ target killing کے لیے لوگوں کو تیار کر رہے ہیں اور مروا رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس اصطلاح کو بھی آپ منسوخ کر دیں کہ یہ کوئی خودکش نہیں بلکہ خود بش کے حملے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں اب اقتصادیات کی طرف آؤں گا لیکن امن و امان کا مسئلہ تو یہ

ہوگیا کہ ہمارے وزیرمملکت برائے داخلہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک F.I.R December,2006 تھانہ آبپارہ کی ہے۔ آپ یقین کریں میں آج چار دن سے آئی جی اسلام آباد چوہدری افتخار صاحب سے بات کرنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن وہ بات کرنے کے لیے وقت نہیں دے رہا۔ جب بھی ان سے رابطہ وقت دینے کے لیے کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ وہ واش روم میں ہیں، کبھی کہا جاتا ہے میٹنگ میں ہے۔ تو میں اپنے وزیر صاحب کو یہ گزارش کروں گا کہ ایک چھوٹی سی ایف آئی آر آبپارہ تھانہ میں درج ہوئی ہے لیکن آج تک اس کے چور پکڑے نہیں گئے ہیں۔ ایک ایوان بالا کا ممبر جو پندرہ لاکھ افراد کی نمائندگی کرتا ہے اس کے لیے ایک آئی جی کے پاس وقت نہیں ہے۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ پھر عوام کہاں جائیں گے۔ یہ ہے امن و امان کی صورت حال۔

افراط زر، غربت اور بے روزگاری کی شرح بے انتہا زیادہ ہوگئی ہے جناب چیئرمین! ٹیکسوں اور بینکاری کا نظام انتہائی استحصالی ہوگیا ہے، اور طاقتور طبقوں کو جو مراعات دی جا رہی ہیں ان کا بوجھ سولہ کروڑ عوام کے کاندھوں پر لادا جا رہا ہے۔ حکومت کی ناقص معاشی پالیسیاں، قومی بچتوں اور مجموعی سرمایہ کاری کی موجودہ کم شرح میں معیشت کے شرح نمو کا جو growth rate ہے وہ چھ فیصد کم ہوگیا ہے۔ اگر جاری حسابات اسی طرح چلتے رہے تو جناب چیئرمین! آپ نوٹ کرلیں کہ ہم پھر IMF کے سامنے دست سوال دراز کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ پاکستانی بجٹ، کرپشن، ٹیکس کی چوری اور شاہ خرچیوں کی پیداوار ہے۔ لیکن جناب چیئرمین! یہاں عجیب گل کھلائے جا رہے ہیں۔ ۲۰۰۵ء میں جو قومی اثاثوں کی نجکاری سے حاصل شدہ رقم 28.5 ارب روپے اور ۲۰۰۶ء کی رقم 97.3 ارب روپے سے جو بجٹ خسارہ کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے وہ پیسہ استعمال کیا، جو کہ ایک تباہی کا نسخہ ہے جناب چیئرمین! یہ آپ نوٹ کرلیں۔ جب pre-budget اجلاس ہوگا تو میں کئی مزید حقائق اور شواہد کے ساتھ پیش کروں گا۔۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میرا خیال ہے وہی وقت ٹھیک رہے گا۔ امن و امان کے مسئلے پر بولیں۔ ویسے بھی ایک ڈیڑھ منٹ آپ کا رہ گیا ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جی ہاں جناب! میں اسی پر آ رہا ہوں۔ جناب چیئرمین!

امریکہ کی سرکردگی میں دہش گردی کے خلاف اس وقت پوری دنیا میں جو جنگ جاری ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس کا سب سے زیادہ نشانہ انہوں نے پاکستان کو بنایا ہے۔ جہاں کہیں بھی کوئی مسئلہ ہو تمام انگلیاں ہماری طرف اٹھائی جاتی ہیں۔ جس کے لیے جواز ہم نے خود پیدا کیا ہے۔ اگر نیٹو افواج یہاں بمباری کرتی ہیں تو بھی ہم سب سے پہلے اپنے سرکاری ترجمانوں، سرکاری ٹی وی اور ریڈیو اور پیڈیو کے ذریعے بخوشی یہ ذمہ داری قبول کرتے ہیں کہ اس کے ہم ذمہ دار ہیں۔ یہ ایک بین الاقوامی سازش ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح ہماری پاک افواج ، اور ہمارے جو محب وطن قبائلی دوست ہیں ان کو آپس میں لڑانے کی ایک مذموم اور بھیانک سازش ہے جس کا بھرپور تدارک کیا گیا ہے اور جس کے لیے میں جناب چیئرمین ! آپ کے توسط سے حکام بالا سے ، جومقتدر اور ملک کو چلانے والی قوتیں ہیں ان سے میں یہ گزارش کروں گا کہ خدارا! ہوش کے ناخن لیں ، ہوش کے ناخن لیں ، ہوش کے ناخن لیں۔ وگرنہ ہماری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں۔ وماعلینا الا البلاغ۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ۔ جناب عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم موضوع ہمارے ملک میں law and order کا مسئلہ، امن و امان کا مسئلہ جس طرح اس نے سنجیدگی اختیار کی ہے اور ایک بحرانی حالت ہے، اس پر بحث کرنے کا موقع دیا۔

جناب والا! میرے دوستوں اور ساتھیوں نے جرائم کے بارے میں حقائق پیش کیے ہر پہلو کے جرائم، خواہ وہ قتل ہے، اغوا ہے، چوری ہے، جو کچھ دوستوں نے بتایا ملکی حقائق اس سے زیادہ شدید ہیں۔ جناب والا! ہاؤس میں ذرا order ہو جائے۔

Mr. Presiding Officer: Order in the House please.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! اس [illegible] جو بھی جرائم ہیں اس کا حساب اب یہ نہیں رہ گیا کہ جرائم م ہو رہے ہیں۔ ہمارے علاقے میں ان کے علاوہ بہت زیادہ اغوا کے یا دوسرے cases ہو رہے ہیں۔ سیاسی کارکنوں کے خلاف cases، ان پر تشدد کا حساب نہیں ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس کے اسباب کیا ہیں؟ میں یہاں ہاؤس میں دیکھتا ہوں کہ

کوئی اصل مسئلہ کی طرف توجہ نہیں دلا رہا۔ اس کا سبب کیا ہے؟ عرض یہ ہے کہ اصل سبب ہمارے ملک میں انتہاپسندی کا فروغ ہے۔ انتہاپسندی اس حد تک پہنچا دی گئی کہ تمام سوسائٹی میں آپ کا نظریہ اس کے خلاف ہے تو وہ بجائے اس کے کہ دلیل سے اس پر بات کریں، یہاں تمام ملک میں باقاعدہ طاقت و تشدد سے اپنا موقف مسلط کرنے کا رجحان ہو گیا ہے۔ اس کے بارے میں کہ یہ کون ہے تو عرض یہ ہے کہ جیسا کہ ہمارے ایک دوست نے کہا کہ منسٹر کے علاوہ ہمارے جو جاسوسی ادارے ہیں انہوں نے پہلے سے تمام ملک میں مجموعی طور پر ایسے عناصر کو تربیت دی کہ انتہاپسندی کے ذریعے ملک میں rule of law کا مکمل خاتمہ ہو، یعنی یہ position بنا دی کہ rule of law اس ملک میں نہیں چلے گا، جو چلے گا وہ یہ ہے کہ جس کے پاس طاقت ہو، تشدد کا ذریعہ ہو اس کی بات مسلط ہو گی۔

جناب والا! انتہاپسندی کی شکلیں ہیں۔ ہماری انتہاپسندی اب مذہبی فرقہ واریت کا تشدد اور دہشت گردی بن گئی ہے یعنی ہمارے دوست یہ بھول جاتے ہیں کہ اس مہینے محرم الحرام میں ہمارے ملک میں ایک قسم کی باہمی جنگ ہوئی۔ یہ بالکل ہمارے ملک کے لیے بہت خطرناک ہے۔ آپ ذرا دیکھیں کہ پشاور میں دھماکا ہو رہا ہے، کوہاٹ میں خواتین کی عزا داری پر بم کیے جاتے ہیں، بنوں میں راکٹ برسائے جا رہے ہیں، ڈیرہ اسمٰعیل خان میں explosion ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود یہاں ہمارے لیڈر لوگ کہتے ہیں کہ جی ہمارے ہاں فرقہ واریت نہیں ہے۔ یہ کیا ہے؟ پولیس کے آفیسر مارے جاتے ہیں، کس دن مارے جاتے ہیں؟ جناب والا! اس دن مارے جاتے ہیں جہاں پر کہ ایک عزا داری ہو رہی ہے، جلوس ہو رہا ہے، وہاں لوگ مارے گئے۔

جناب والا! آپ کو علم ہے کہ ایسے حالات میں مجموعی طور پر کراچی سے اسلام آباد اور گلگت تک مکمل خانہ جنگی تھی۔۱۰ محرم الحرام کو تمام لوگ television پر دیکھ رہے تھے کہ خدا خیر کرے! کہ ایسا واقعہ نہ ہو، تمام شہر بند تھے اور اب بھی بند ہیں۔ جناب والا! یہاں سیاسی party کے leader نے کہا کہ بغیر ضرورت کے گھروں سے مت نکلیں۔ اب یہاں ہمارے دوست فرماتے ہیں، with due respect; کہ حامد کرزئی کابل میں نہیں نکل سکتے، یہاں party کے leader نے تمام ملک سے appeal کی کہ کوئی شخص بغیر ضرورت گھر سے نہ نکلے۔ ہمارے

ملک کی یہ حالت ہے، ہمارے صوبوں کی یہ حالت ہے۔ پھر بالخصوص پشتونخواہ صوبے اور پشتون، بلوچ صوبہ بلوچستان میں کیا تھا؟ جناب والا! اصل بات یہ ہے کہ ہمارے شہر جلا دیے گئے ہیں، ہم کو جلا دیا ہے، پشاور کا کاروبار ٹھپ ہو گیا ہے، ڈیرہ اسمٰعیل خان میں یہی صورت حال ہے۔ ہمارے دوست یہاں یہ کہتے ہیں کہ ہم America کے ally ہیں، America کے ally ہیں، بابا کہاں ally ہیں؟ پہلے تو یہ دیکھو کہ کیا افغانستان میں مداخلت نہیں ہو رہی۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب کی آواز سنائی دی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جناب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! افغانستان میں مداخلت ہو رہی ہے، تمام دنیا دیکھ رہی ہے۔ اب اس کو counter کرنے کے لیے ان کو خواہ مخواہ ضرورت پڑتی ہے۔ ایسے حالات میں ہم کہتے ہیں کہ ہم ally ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آ بیل مجھے مار یعنی ہم کیوں کریں۔ میں اس حوالے سے اپنے ملک کے عوام سے مخاطب ہوں، ہم ایسا کام کیوں کریں کہ---جناب والا! اگر مجھے نماز کے بعد موقع دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، نماز کے لیے بیس منٹ کا وقفہ کرتے ہیں، اس کے بعد دوبارہ آپ تقریر کریں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، شکریہ۔

(The House was then adjourned for 'Maghrib' prayers)

(وقفہ نماز مغرب کے بعد اجلاس زیر صدارت جناب ڈپٹی چیئرمین منعقد ہوا)

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی مندوخیل صاحب بسم اللہ کریں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے ملک میں جو بھی جرائم ہوتے ہیں اور جو دوسرے مختلف اقدامات جیسا کہ خودکش حملے وغیرہ ان

کی تمام detail سب کو معلوم ہے اور اس کے نقصانات پر سب متفق ہیں۔ اصل چیز ان کے اسباب ہیں۔ ہمارے خیال میں اس ملک میں انتہا پسندی کو پروان چڑھایا گیا۔ سیاسی معنوں میں، مذہبی معنوں میں، ثقافتی معنوں میں اپنے زور سے، تشدد سے اپنا نقطہ نظر دوسروں پر مسلط کیا جائے۔ اس میں پھر فرقہ واریت اور اس کے حوالے سے تشدد وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ موجودہ محرم الحرام میں آپ نے دیکھا کہ اس مقدس مہینے میں ہمارے لوگ خیرات کرتے ہیں، اس کا احترام کرتے ہیں لیکن تمام ملک میں سارا دن ٹی وی پر لوگ پریشان اور منتظر تھے کہ خدانخواستہ کوئی ایسا ناگوار واقعہ نہ ہو کہ جس میں بے گناہ لوگ مارے جائیں۔ یہ ہمارے ملک میں مسئلہ ہے۔ اس کے حوالے سے ہمارے لیڈر صاحبان اور ہمارے اخبارات اس کو ایسے interpret کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ target killing تھی۔ بھائی یہ تو فرقہ واریت تھی اب اس میں آپ لوگ کیوں اصل حقائق کو چھپاتے ہو۔ شُترمرغ کی طرح کیوں منہ چھپاتے ہو اور کہتے ہو کہ ہمیں کوئی دیکھ نہیں رہا۔

جناب والا! اصل مسئلہ یہ ہے۔ اب ایک طرف افغانستان میں مداخلت ہے اور ہم یہاں آ کر کہتے ہیں کہ نہیں کوئی مداخلت نہیں ہے۔عام اخباروں میں آ رہا ہے، یہاں کے صحافی وزیرستان گئے ہزاروں لوگوں کے سامنے بمباری میں جو لوگ ہلاک ہوئے تھے ان کو پیسے تقسیم ہو رہے تھے اور تمام صحافی وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔اخباروں میں آپ پڑھتے ہیں کہ وانا میں، شمالی و جنوبی وزیرستان میں ہم نے ایسی تیاری کی ہے کہ افغانستان پر ہم حملہ کریں گے۔ ایک آزاد ملک پر جب آپ حملہ کریں گے پھر اس پر آپ یہ توقع کریں کہ کچھ نہیں ہوگا، کوئی ردعمل نہیں ہوگا۔ اگرکوئی صحیح پالیسی اختیار کرکے اس کو کنٹرول کرنا چاہے یا اس پر صحیح بات کرے کہ یہ کنٹرول ہونا چاہیے، اس کو آپ کہتے ہیں کہ یہ تو امریکہ کی پالیسی ہے۔ یہ امریکہ کے فائدے کی پالیسی نہیں ہے۔ امریکہ کے فائدے کی پالیسی یہ ہے کہ آپ یہ کام کریں۔ جتنی آپ افغانستان میں مداخلت کریں گے، نیٹو کی قوتیں، دنیا کی قوتیں آپ کو counter کریں گی۔ اس کے معنی ہیں آپ پاکستان کو خطرے میں ڈال رہے ہیں۔ اگر آپ ایسا کام نہ کریں تو پاکستان خطرے میں نہیں پڑے گا۔ اب اسی چیز کو وہ کہتے ہیں کہ یہاں جو پشاور میں پولیس کا ردعمل ہوا وہ تو اصل میں یہ واقعہ ہوا فلاں جگہ اس کا شاخسانہ ہے۔ ہم فرض کرتے ہیں کہ یہ اس

کا ردعمل ہے لیکن محرم میں کیوں ہوا؟ ہمارے مسلمان بھائیوں کے مذہبی شعائر کا ادا کرتے ہوئے اس میں ہم کیوں حملہ کریں۔ کوہاٹ میں ' بنوں میں' ڈیرہ اسمٰعیل خان میں تمام ملک میں یہ تو بات آ گئی یہاں ائرپورٹ پر بھی حملہ ہوا۔ بے گناہ لوگ مارے گئے ' کیوں مارے گئے ؟ جناب والا! اصل بات یہ ہے کہ ہمیں ان چیزوں کو صحیح معنوں میں دیکھنا چاہیے۔ میں اپیل کرتا ہوں اس پارلیمنٹ کے توسط سے تمام ملک کے عوام کو کہ آپ مہربانی کریں' پریس سے کہ یہ چیزوں کی صحیح توجیہہ کریں۔ صحیح interpret کریں۔ آئیں! ہم اپنا راستہ صحیح نکالیں تاکہ ہمارے ملک میں امن وامان ہو۔ اب حالات آپ کے سامنے ہیں' حالات یہ ہیں جیسے ایس ایم ظفر نے کہا نہ ہمیں declare کرنا چاہیئے کہ ہم دہشت گردی کے خلاف ہیں۔ یہاں بھی خلاف ہیں' غیرملکوں میں بھی خلاف ہیں۔ ابھی آپ دیکھیں کہ ہماری اسلامی دنیا کس حال میں ہے۔ کس کو معلوم نہیں ہے کہ اسلامی دنیا میں بڑے خطرناک حالات ہوگئے ہیں۔ مسلمان فرقے ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے ہیں۔ اردو میں شعر ہے۔

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

ہم یہ دوست ہیں کہ ہم مسلمان ایک دوسرے کو ماریں پھر ہم کہیں، کہ امریکہ والے آئے' اسرائیل والے آئے۔ اسرائیل اور امریکہ کے لیے تو اپ حالات تیار کر رہے ہیں۔ ابھی کیا صورت حال ہے؟ جو اخباروں میں آیا ہے کہ جنرل سہ نے نے تمام اسلامی دنیا کا دورہ کیا' کیوں کیا؟

جناب ڈپٹی چیئرمین، عبدالرحیم صاحب پلیز۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل ، بڑی مہربانی جناب۔ ہمارے ملک میں ایسی صورت حال ہے۔ اس کے اثرات internationally مسلمانوں پر پڑ رہے ہیں۔ اس سے اگر کوئی دوسرا مخالف ناجائز فائدہ اٹھانا چاہے تو وہ کیوں نہ اٹھائے۔ وہ تو اس سے ناجائز فائدہ لیں گے۔ حکومت کو ہم کہتے ہیں کہ مہربانی کریں' آمریت کی باتیں چھوڑیں ۔ یہ ہمارے صوبے میں اپریشن کر رہے ہیں اور لوگوں کو اغوا کر رہے ہیں اور مار رہے ہیں۔ جب آپ یہ کریں گے تو جوابی طور پر ایسا عمل ہوگا۔ اسی طرح میں یہاں پر علما اور دوسروں سے بات کروں گا کہ آپ

مہربانی کریں آپ انتہا پسندی کا سبق نہ دیں۔ انتہا پسندی خود بخود فرقہ واریت کو جنم دیتی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ۔ شکریہ۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، آپ کی بڑی مہربانی۔ تو یہ چیزیں ہیں۔ ہم درخواست کرتے ہیں کہ rule of law ہو جائے اور moderate حوالے سے' اعتدال پسندی سے' اسلام اعتدال کا مذہب ہے۔ صراط مستقیم کے معنی اعتدال ہیں۔ نہ یہ انتہا' نہ وہ انتہا۔ یہاں ابھی اسلام آباد میں کیا پوزیشن ہے۔ باقاعدہ ملک کی سیکورٹی فورسز اور بچیاں آمنے سامنے کھڑی ہیں' باقاعدہ خطرہ ہے کہ کوئی حملہ نہ ہو جائے۔ کیوں' فیصلہ کرنے کا یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ باقاعدہ اس پر بات چیت ہو اور rule of law کے ذریعے اس مسئلے کا حل ہو۔ لیکن یہاں پر ابھی جو شرائط اخبار میں آئی ہیں وہ میں پڑھ رہا تھا۔ شرائط میں دیا گیا ہے کہ اسلام کو نافذ کیا جائے۔ اب یہ شرط ۔ پاکستان کے آئین میں صاف الفاظ میں درج ہے کہ یہاں پر قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنے گا۔ اس کے بعد جو قانون بھی ملک میں ہے، جس صوبے میں ہے' اگر اس میں کوئی چیز اسلام کے خلاف ہے تو پارلیمنٹ کے ذریعے اس کو ٹھیک کیا جائے۔ بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ۔ جی عبدالمالک صاحب .take the floor

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک، جناب چیئرمین! رضا ربانی صاحب نے جو تفصیلی تجزیہ کیا اس کے بعد مجھ جیسے کی ضرورت نہیں ہے لیکن ہم یوسف کے خریداروں میں اپنا نام لکھوانا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، کچھ ہے آپ کے پاس خریداری کے لیے؟

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک ، نہیں' جیب خالی ہے۔ پہلے تو جناب چیئرمین! ہم جس بات پر debate کر رہے ہیں یعنی لاء اینڈ آرڈر پر' کیا واقعی یہاں کے حکمران قتل و غارت گری' ڈاکے' چوری چکاری' عوام کی جان و مال و عزت جو محفوظ نہ ہو' اس کو لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ سمجھتے ہیں۔ پہلا سوال تو یہ ہے۔ میرے خیال میں سرکار اس چیز کو لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ سمجھتی ہے

جہاں ان آمروں کے وجود کو چیلنج ہو۔ جب وسائل کی بات ہوتی ہے، جب حق حاکمیت کی بات ہوتی ہے تو تب حکمران کہتے ہیں کہ یہاں پر writ of the Government نہیں ہے۔ ان کے بالکل ارد گرد میں، ان علاقوں میں جہاں روز اغوا ہوتے ہیں۔ روز ڈاکے پڑتے ہیں، وہاں کا جاگیر دار، وہاں کا سردار، وہاں کا معتبر، وہاں کا چکری جو اس کا رکھوالا ہے اس کو چھوٹ ہے اس لیے کہ وہ حاکم کا دوست ہے۔ بلوچستان میں بدقسمتی سے جو اس فوجی آمر کا ساتھی ہے اس کے لیے ہر چیز جائز ہے۔ جو اپنے حقوق کی بات کرے، ہڑتال کی بات کرے تو writ of the Government نہیں ہے۔ اس کو چیلنج ہو رہا ہے۔ جب آپ اپنے constitutional rights کو explore کرلیں تو سرکار کی ایک فوج جس میں ایف سی ہے، جس میں پولیس ہے وہ آپ کو گھیرے میں لے لیتی ہے۔ اگر ڈاکے پڑ جائیں تو وہ کبھی نہیں جائے گی۔ تو میرا کہنے کا مطلب ہے کہ یہاں پر جو لاء اینڈ آرڈر ہے اس کی اگر ہم interpretation کرلیں تو وہ یہی ہے کہ سرکار کی مرضی ہے۔ عزیز بگٹی نے اپنی کتاب بلوچستان کے قبائل میں لکھا تھا کہ جب برطانیہ کا وائسرائے کوئٹہ میں آیا تو میں نے دیکھا کہ ایک سردار اس کے پاؤں پکڑ رہا تھا۔ تو جو چپڑاسی تھا وہ اسی قبیلے سے تھا، اس نے دیکھا کہ میرا سردار اس کے پاؤں پڑا ہوا ہے۔ جب وہ اٹھا تو اس نے کہا کہ سرادر آپ کیا کر رہے ہیں، آپ نے اس انگریز کے پاوں پکڑ لیے ہیں۔ اس نے کہا کہ آپ سمجھتے نہیں، آپ اس کے پاؤں پڑیں، ساری قوم آپ کے پاؤں پڑ جاتی ہے۔ یہاں establishment کو خوش کرو باقی جو کرنا ہے کر لو۔ عوام پر ڈاکا ڈالو، بدمعاشی کرو، لوگوں کو اغوا کرو، نارکوٹکس کا بزنس کرو سب ٹھیک ہے۔ صاحب کو خوش کرو۔

میرا ایک دوست تھا جو بلوچستان میں ایک اہم عہدے پر تھا۔ وہ بڑی گڑ بڑ کر رہا تھا۔ گند کر رہا تھا۔ میں نے ایک دن اس سے کہا کہ یار! گند نہ کرو، بلوچستان ہم سب کا ہے۔ اس نے کہا کہ دیکھو یہاں پر establishment کو کچھ نہ کہو باقی جو کچھ کرنا ہے کر لو۔ یہاں جو criterion ہے، یہاں کا یہ criterion نہیں ہے کہ کتنے لوگ kidnap ہو چکے ہیں۔ کتنے لوگوں کے ہاں ڈاکے پڑے ہیں۔ یہاں پر street crime کی آپ بات کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہاں پر تو street crime نہیں ہے۔ نیویارک میں street crime زیادہ ہوتے ہیں پاکستان کی نسبت میں سمجھتا ہوں، باقی جگہوں کا تو مجھے اندازہ نہیں ہے لیکن بلوچستان میں جو ایک نیم

قبائلی یا نیم جاگیردارانہ سماج ہے، جہاں کے پیداواری ذرائع، پیداواری رشتے اتنے مضبوط نہیں ہیں وہاں مکمل طور پر establishment نے لوگوں کو چھٹی دی ہوئی ہے جو ان کے ساتھی ہیں۔ آپ جائیں اور دیکھیں ہ دس آدمیوں نے کلاشنکوف اٹھائی ہوئی ہیں، کسی کی جیب میں ایف سی کا کارڈ ہے کسی کی جیب میں کوسٹل گارڈ کا ہے، کسی کی جیب میں نارکوٹکس کا ہے، اس کی مرضی ہے لوگوں کو لوٹے۔

بلوچستان میں ایک غریب آدمی لا اینڈ آرڈر کا problem create نہیں کر سکتا۔ ڈاکا وہی مارے گا جس پر اسٹیبلشمنٹ کا دست شفقت ہے۔ ڈاکا وہی مارے گا۔ Drug business وہی کرے گا جس کو سرکار چاہتی ہے۔ اگر آپ اس کو کہیں گے کہ یہاں پر drug mafia free ہے تو اس کا approach یہ ہے کہ اس کو کرنے دو۔ اس لیے کرنے دو کہ جو باقی کام اس سے لینا ہے وہ تو اور کوئی نہیں کرے گا، وہ وہی کرے گا۔

میں آپ کی خدمت میں اتنا عرض کروں کہ یہاں حاکمیت کا pattern Mangolian theory کے مطابق چل رہا ہے۔ وہ theory یہ تھی کہ فوج طاقت کا سرچشمہ ہے تو یہاں بھی وہی ہے کہ فوج طاقت کا سرچشمہ ہے اور یہ بھول بیٹھے ہیں کہ برطانیہ کو زوال کیسے آیا؟ Roman Empire اِدھر سے اُدھر کیسے ہوا، عثمانیہ اور مغل بادشاہتیں کیسے روئی کی طرح اڑ گئیں۔ ان کو ابھی تک یہ پتا نہیں ہے، وہ جو اس سوسائٹی کے ساتھ کر رہے ہیں، چانکیہ جو اس sub-continent کا بہت بڑا عالم تھا اور اس کو میکاولی کہا جاتا ہے، کہتے ہیں کہ ایک دن وہ شکار کر رہا تھا تو اس کو کوئی کانٹا چبھ گیا اور اس کے جسم سے خون بہنا شروع ہو گیا تو لوگوں نے کہا کہ اس جڑی بوٹی کو اکھاڑ دیں تو اس نے کہا کہ اس کو نہ نکالو مجھے تھوڑی سے چینی دو۔ لوگ حیران ہوئے کہ چانکیہ کو کیا ہوا ہے کہ چینی مانگ رہا ہے۔ اس نے وہ چینی اس بوٹی کی جڑ میں ڈال دی اور کہا کہ چلو۔ لوگوں نے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ تو اس نے کہا کہ جب ہم چلے جائیں گے تو کیڑے مکوڑے آ کر اس کی جڑوں کو کاٹ ڈالیں گے تو یہ خود بخود ختم ہو جائے گی۔ چیئرمین صاحب! یہ اسٹیبلشمنٹ اس سوسائٹی، اس ملک کو بڑی خوبصورتی سے میٹھی موت دے رہی ہے۔ الزام مجھ پر لگایا جا رہا ہے کہ تم بے ایمان ہو کیونکہ تم بلوچ ہو لیکن عملاً یہ ہے کہ اس نے عدلیہ کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ جس سوسائٹی میں عدلیہ، انتظامیہ یا

سوسائٹی کے pillars محتاج ہوں، اس سوسائٹی کو زوال کے سوا کچھ بھی نصیب نہیں ہوگا۔ یہ میرا علمی مشاہدہ ہے اور میں یہاں پر ایک چیز آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں، مجھے comments نہیں کرنے چاہییے تھے لیکن اس لیے کر رہا ہوں کہ ایس ایم ظفر، اس پارلیمنٹ کے ایک انتہائی سنجیدہ ممبر ہیں۔ وہ merit کی بات کرتے ہیں، ایک حوالدار کے لیے میرٹ، ایک تھانیدار کے لیے میرٹ، وہ بھول جاتے ہیں کہ ایک نوکر نے اس ملک کے حق حاکمیت پر ڈاکا ڈالا ہے، وہاں میرٹ نظر نہیں آتا۔ میرٹ ہے تو اقتدار پر عوام کے حق حاکمیت پر ہے۔ اس پر میرٹ ہونا چاہیے، تب سوسائٹی اور قومیں progress کرتی ہیں otherwise یہ میرٹ ایسی ہی بات ہے کہ آپ دوست تو آمروں کے ہوں اور بات کریں میرٹ کی، یہ نہیں ہو سکتا۔

چیئرمین صاحب! میں ایک دو چیزیں اور آپ کے سامنے گزارش کرنا چاہوں گا۔ یہاں پر behavioural changes آ گئے ہیں، cultural problems آ گئے ہیں۔ میں پچھلے دنوں تربت سے آ رہا تھا، جونہی بس کراچی پہنچتی ہے، ہر گلی میں SHO بیٹھا ہوا ہے وہ اس سے بھتہ لیتا ہے۔ میں نے کم از کم پانچ موبائل دیکھے اور وہ اس لیے کہ اس بس پر چار یا دس ڈیزل کے ڈرم تھے۔ یہ behavioural problem ہے، وہ ڈاکو کے پیچھے نہیں دوڑتے لیکن تربت سے آنے والی بس کے پیچھے پاگلوں کی طرح پڑ جاتے ہیں اور وہ ان کو کتنے پیسے دیتا ہے؟ صرف دو سو روپے، یہ اس وقت cultural problems ہیں۔ جب تک اوپر سے آپ اپنے culture میں تبدیلی نہیں لائیں گے، صرف ایک SHO یا DSP کی بات کرنے سے law and order ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ گوادر ایک اہم issue ہے جو ہماری قوم کو دیا گیا۔ خدارا! اس پر debate رکھیں، ہم اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ زرعی قرضوں کے حوالے سے سرکار نے جو اعلان کیا وہ ایک ڈھکوسلا تھا، میں آپ کی توسط سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے Governor House میں جو تین لاکھ کی principal amount پر اعلان کیا تھا کہ معاف کریں گے، اس تین لاکھ کو bas بنا کر کیونکہ اب جو overall تین لاکھ کا کیا ہے اس سے بلوچستان میں کسی کو فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہاں روزانہ، آج بھی اخبار میں آیا ہے کہ ساٹھ ہزار بلوچستان کے بے روزگاروں کو نوکریاں دی ہیں۔ خدا کے لیے ہمارے ساتھ یہ مذاق نہ کرو ہمارے بچے دربدر

ہیں' اب یہ ساٹھ ہزار ورکرز کہاں سے رکھے ہیں' ہمیں تو بلوچستان میں نظر نہیں آ رہے ہیں۔ وہ informer ایک ' ایک ' دو ہزار پر رکھے ہیں تو میں نہیں کہہ سکتا ہوں۔ ہمارے اپوزیشن کے نہ رکھو ' جو treasury کے ہوں 'یہ جو اس آمر کو سپورٹ کرکے گناہ کر رہے ہیں ان کے بندوں کو تو بلوچستان میں رکھو۔ ہمیں گولی مار دو ' ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ تو یہ جھوٹ جو بار بار بولا جا رہا ہے یا تو اس ایوان میں ہمیں یہ بتایا جائے کہ ساٹھ ہزار لوگوں کو آپ نے کہاں نوکریاں دی ہیں تا کہ ہمارے بھی منہ بند ہو جائیں۔ ہم لوگ خواہ مخواہ یہ (xxx) بند کر دیں---

جناب ڈپٹی چیئرمین : (xxx) کا لفظ expunge کیا جاتا ہے ۔ غیرضروری جو ہم بولتے رہے ہیں اس کو استعمال کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک : چلو "غیرضروری" بولتے رہیں۔ میں آخر میں آپ کی خدمت میں ایک شعر عرض کرتا ہوں اور ختم کرتا ہوں ۔

جعفر بکوئے یار عجیب بھیڑ بھاڑ ہے
تو بھی گھسیٹ ،گھسیٹ کر گھساڑم گھساڑ دے ۔

شکریہ ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین :ڈاکٹر عبدالمالک اس وقت بی ایس او کے نوجوان بن گئے۔ میڈم پری گل صاحبہ' اچھا پہلے کلثوم بی بی بولنا چاہتی ہیں۔ جی کلثوم پروین صاحبہ ۔

سینیٹرکلثوم پروین : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب چیئرمین ! آج اس ایوان میں ایک حساس issue جس میں ہمارے ملک میں جو ابھی حادثات ہوئے ہیں ' اس کی debate اور اس کی روشنی میں ایک لائحہ عمل بھی ہونا بہت ضروری ہے۔

جناب! ہم دہشت گردی کی ابتدا کہاں سے کریں۔ دہشت گردی صرف پاکستان میں نہیں' دہشت گردی اس وقت پوری دنیا میں ہے ۔ جناب! آپ فلسطین دیکھیں ' کشمیر دیکھیں ' عراق دیکھیں ' افغانستان دیکھیں ' ایران دیکھیں اور پھر پاکستان دیکھیں۔ کہاں دہشت گردی نہیں ہو رہی جناب۔ اس وقت ایک عالمی طور پر صیہونی قوتوں نے عالم اسلام کو catch up کیا ہوا ہے۔

\+ [(xxx) Words expunged by orders of the Mr. Deputy Chairman]

پوری دنیا میں مسلمان بے چارے اگر پگڑی والے ہیں یا بغیر پگڑی کے ، داڑھی والے ہیں یا بغیر داڑھی والے ، شیعہ ہیں یا سنی ہیں ان سب میں ہم آتے ہیں اور اس وقت ہم سب دہشت گردی کی صف میں آتے ہیں۔

جناب! ہمارے ملک کے اندر جو کچھ ہوا ، وہ قابل مذمت اور افسوس ہے ۔ اس میں اگر میرے ملک کے جوان تھے ، اس میں میرے ملک کی forces تھیں ، ہماری پولیس کے لوگ تھے ، بے گناہ شہری تھے۔ یہ تمام چیزیں نہایت افسوس ناک ہیں۔ جناب! دیکھا یہ جائے کہ ان سب کے پیچھے وجوہات کیا ہیں۔ 9/11 کے بعد کیا ایسی قیامت آگئی کہ پوری دنیا نے ہمیں اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ کیا ہماری آپس کی نااتفاقی نے لے لیا؟ کیا ہماری آپس کی بندربانٹ نے لے لیا؟ کیا ہمیں مذہب کی تفریق نے ایک دوسرے سے علیحدہ کردیا؟ اس کے پیچھے بہت ساری وجوہات ہیں۔ سب سے پہلے تو ہم خود مسلمان ، جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں بہت سے مذہبوں اور فرقوں میں بٹ گئے ، بہت سی ایسی لایعنی لسانی طاقتوں میں بٹ گئے ہیں جس سے چھٹکارہ شاید ہمیں مشکل لگ رہا ہے۔

جناب! ہماری بدقسمتی کہ ایک طرف ہمارا ہمسایہ ملک ہندوستان ہے ۔ دوسری طرف مسلمان ملک افغانستان ہے۔ کرزئی صاحب جو کل تک ہمارے علاقے کوئٹہ میں رہائش پذیر تھے۔ آج وہ اپنی حکومت کی ناکامی کا سراسر الزام ہم پر لگا رہے ہیں۔ جبکہ وہ خود اس کے ذمہ دار ہیں۔ جناب! ہمارے ایک معزز ممبر نے فرمایا تھا کہ یہ بم دھماکے ہوں گے ۔ راکٹ چلیں گے ، لوگ مریں گے ، خودکشیاں ہوں گی۔ جناب! ہمیں ہمسائے کے طور پر ایسا gift ملا ہے جن کی طرف سے منشیات ، کلاشنکوف ، ہر طرح کی چیز پاکستان میں بڑی آسانی سے آ رہی ہے۔

جناب! "جیو" کی ایک ڈاکومنٹری رپورٹ تھی کہ ہمارے علاقے بلوچستان میں ایسے chemicals افغانستان سے لائے جاتے ہیں جہاں پر کہ local bomb تیار ہوتے ہیں ، وہ چند ہزار میں ہیں ، شاید پانچ دس ہزار سے بھی کم اور اس کا remote control افغانستان میں چند روپوں میں ملتا ہے۔ جناب! اندازہ کریں کہ local bomb تیار ہونے لگے ہیں باقی چیزیں تو شاید ہم نے نہیں کیں لیکن local bomb تیار ہونے لگے ہیں۔ اس میں گورنمنٹ کا کیا قصور ہے؟ حکومت ان خودکش حملوں میں کیا کر سکتی ہے؟ کس طرح اُس نوجوان کو روک سکتی ہے

جو پانچ دس ہزار کے لیے یا جس کی brainwashing کی جاتی ہے۔ جنہیں ہم مدرسے کہتے ہیں، جنہیں ہم مسجدیں کہتے ہیں وہاں بجائے اللہ رسول کا نام لیا جائے، ہم میں اتفاق و اتحاد پیدا کیا جائے۔ ہم میں نفاق پیدا کیا ہے، اتفاق نہیں پیدا کیا گیا۔ ہم سے کہا گیا ہے کہ اپنا دین چھوڑیں نہ اور کسی کے دین کو چھیڑیں نہ۔ وہاں ہم لوگوں نے مختلف وعظ کر کے حکومتوں کے خلاف، لوگوں کے خلاف propaganda کیا ہے۔ ہم نے اپنے نوجوان کو یہ باور کرانے کی بڑی کوشش کی کہ تم کسی کو مارو گے تو جنت میں جاؤ گے۔ اُسے یہ بھی نہیں پتا کہ اُس کو اِس سے جنت ملے گی یا جہنم ملے گی۔ بہرحال جس بندے نے اپنی جان دے دی، اس نے اپنی جان آفرین کر دی تو اس کا مطلب ہے کہ اس کے تو دماغ میں کچھ رہا ہی نہیں، اس کی brainwashing کر دی گئی۔ آپ یہ بتائیں کہ جو suicide bombing ہے، جو خودکش حملے ہیں اس میں کوئی فرد واحد کیا کر سکتا ہے؟ حکومت کیا کر سکتی ہے؟ جناب والا! یہ صرف حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے۔ ماں کی گود سے لے کر حکومت تک کی ذمہ داری ہے، استاد کی ذمہ داری ہے، وہ استاد جو اسے پڑھاتا ہے، وہ مدرسہ جو اسے تعلیم دیتا ہے، وہ ٹیچر جو اسے تعلیم دیتا ہے، وہ ماں جو اسے تربیت دیتی ہے۔ یہ سب لوگ ذمہ دار ہیں۔ صرف ایک حکومت ہی ذمہ دار نہیں ہے۔ پھر حکومت میں ہم بھی ذمہ دار ہیں اور اُس طرف بیٹھے ہوئے لوگ بھی اتنے ہی ذمہ دار ہیں، ان کو بھی اتنا دکھ اور غم ہے جتنا ہمیں ہے، وہ لوگ بھی اتنی ہی پاکستان کی بھلائی چاہتے ہیں جتنی ہم چاہتے ہیں مگر خدارا دہشت گردی پر ہم سیاست نہ چمکائیں۔ اس وقت ہمیں اور قسم کی باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے، ہمیں آپس میں اتحاد و اتفاق کی ضرورت ہے، اسلام کو اکٹھا کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ کتاب جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر نازل فرمائی ہمیں اس کو مضبوطی سے پکڑنا ہے اور اس میں جو کچھ ہے اس پر ہمیں عمل کرنا ہے تو پھر ہی شاید ہم کامیاب ہوں ورنہ ناکامی ہم سے چند قدم دور ہے۔

جناب والا! منشیات کے حوالے سے میں آپ کو تھوڑی سی اور information دوں کہ اس وقت 5% narcotics پاکستان کے راستے دنیا میں جا رہی ہے۔ کیا دنیا نہیں دیکھ رہی، انہی پیسوں سے اسلحہ خریدا جا رہا ہے۔ آج ہم باڑ لگانے کی بات کرتے ہیں، ہمارے اس ایوان بالا کے ممبر اٹھ کر کہتے ہیں کہ باڑ نہ لگائی جائے، یہ کیا بات ہوئی۔ آپ پیدا اِدھر ہوئے، آپ نے سیاست

یہاں کی اور دفن جا کرقندھار میں ہو گئے۔ کم از کم ہمیں اپنے رویے تو مثبت رکھنے چاہییں کہ جہاں ہم کہتے ہیں کہ دہشت گردی کو روکو تو کیسے روکو کہ جب تک آپ سب لوگ اتفاق نہیں کرو گے، آپ سب لوگ ساتھ نہیں چلو گے۔ جناب! اس وقت تک یہ دہشت گردی نہیں رک سکے گی جب تک ہم اپنی صفوں میں اتحاد پیدا نہیں کریں گے اور جس دن یہ اتحاد بن گیا تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں کوئی قوت نہیں روک سکتی۔ ابرہہ کے لشکر میں کتنے لوگ تھے اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ابابیل جیسے چند پرندے آئے اور انہوں نے خاکستر کر کے رکھ دیا، صرف لوگوں کے ایمان و ارادے مضبوط تھے اور وہ ایک خدا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار تھے، اگر آج بھی ہم ان چیزوں پر عمل پیرا ہو جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری صفوں کا یہ اتحاد کبھی نہیں ٹوٹے گا۔

جناب والا! دوسری بات جو کہ میں بڑی مختصر کہوں گی کہ حالات بے شک پریشان کن ہیں، ہمارے لوگ مہنگائی و غربت سے پریشان ہیں، لوگوں کے پاس روزگار نہیں ہے، تعلیم نہیں ہے، بہت حد تک گورنمنٹ چاہ رہی ہے، ہماری حکومت چاہ رہی ہے اور آنے والی حکومتیں بھی چاہیں گی کہ ہم اپنے پاکستان کے لوگوں کو کسی حد تک facilitate کر سکیں۔ جناب! یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے کہ ہم دہشت گردی میں ملوث ہو جائیں، ہم اپنا نام پورے عالم میں بدنام کر دیں۔ اس وقت ہمیں پورے عالم اسلام کو ساتھ لے کر چلنے کی ضرورت ہے، جتنے اسلامی ممالک ہیں اس میں ہمارے پاکستان کو چاہیے کہ ہم ایک سفیر کا کام کریں، ہر ملک میں جائیں اور اس دہشت گردی سے روکنے کے لیے ایک مضبوط planning کی جائے کہ بتاؤ کس طریقے سے اس ملک کو، اس وطن عزیز کو ہم محفوظ کر سکتے ہیں۔ ہم اپنے وطن کی بات نہیں کرتے، ہمیں وطن عزیز نہیں، اپنا آپ عزیز ہے اور خدا نہ کرے خاکم بدہن کہ جس دن یہ وطن نہ رہا اس دن ہم بھی نہیں رہیں گے۔ جناب! ہماری forces کے جو لوگ شہید ہوئے ہیں۔ ان کو سلام پیش کرنے کے ساتھ ساتھ یہ کہتی ہوں کہ ان کے لواحقین اور ان کی families کو، ان کے لوگوں کو اچھے طریقے سے accommodate کیا جائے، ان لوگوں کو مزید پریشانیوں سے بچایا جائے۔ جناب! جو لوگ شہید ہوئے ہیں، ان کے ورثاء کو اچھا معاوضہ بھی دیا جائے۔ ۹ اور ۱۰ محرم کو خاص کر بلوچستان اور پنجاب میں بڑے اچھے طریقے سے اس کو control کیا گیا اور شکر الحمد اللہ

کہ اس دوران کوئی دہشت گردی کا واقعہ پیش نہیں آیا۔ مگر جو صورت حال ہوئی، وہ کافی افسوس ناک ہے، خدا کرے کہ ہمارا ملک ان دہشت گردوں سے، ایسے لوگوں سے جو ملک کو بیچنا چاہتے ہیں جو ملک کو رسوا کرنا چاہتے ہیں جو عالم اسلام کو رسوا کرنا چاہتے ہیں جو اپنے ملک کے لیے اچھا نہیں سوچتے جو اپنے دین کے لیے نہیں سوچتے خدا کرے! کہ ان لوگوں کو بھی ہدایت ملے۔ شکریہ جناب۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you madam.

مولانا راحت حسین صاحب۔

سینیٹر مولانا راحت حسین: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔(تلاوت)۔ جناب چیئرمین شکریہ۔ امن و امان کے حوالے سے تفصیلی بات ہوئی، حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں طرف سے جو ہمارا گمان تھا کہ مثبت تجاویز آئیں۔ پہلے جب زلزلے کے وقت debate ہو رہی تھی تو میں نے اس وقت بھی یہی کہا کہ ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہرانے کے بجائے اس مسئلے کا ایک حل نکالا جائے۔ ٹھیک ہے، law and order, law تو ہے نہیں اور order چلتا ہے۔ بہرحال، ہم چاہ رہے ہیں کہ اس ملک میں جو بھی حکمران آئیں اور ملک بننے کے بعد اس ملک کے سب سے پہلے وزیر اعظم کو شہید کیا گیا۔ جب سے ہمارا ملک معرض وجود میں آیا ہے تو اس میں یہ سارے مسائل اورخصوصاً امن و امان کا مسئلہ اسی وقت سے چلا آ رہا ہے۔ جناب چیئرمین! اگر اس کو ایک نظر سے اور گہرائی میں دیکھا جائے تو اصل میں یہ ہمارے بدنیتی کے نتائج ہیں۔ یہ ہوا کہ اس ملک کو اللہ رب العالمین کی امداد اور تعاون سے آزاد کرایا تو ہم نے اس وقت یہ نعرہ لگایا کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ۔ لا الہ الا اللہ کا معنیٰ یہ ہے اور ہمارے ہاں بہت بڑے سکالر تشریف فرما ہیں کہ الہٰ حاکم کو کہا جاتا ہے کہ لا حاکم اللہ کہ اللہ کے بغیر کوئی حاکم نہیں ہوگا، ان الحکم الا للہ، حاکمیت اللہ رب العالمین کی ہوگی۔ مقتدر اعلیٰ اللہ رب العالمین ہو گا اور دنیا میں اس کا خلیفہ اور نائب، احکام شریعہ میں اللہ رب العالمین کے نائب ہوں گے اور پھر اسی نائب کی یہ ذمہ داری ہے۔ یہاں ہمارے علمائے کرام کے علاوہ ہمارے بہت بڑے سکالر اور وکلا تشریف فرما ہیں کہ خلافت کے اصول میں یہ اصل ہے یعنی امور تشریعہ میں خلیفہ اللہ رب العالمین کا نائب ہوا کرتا

ہے اور ہمارے پیرزادہ صاحب تو بہت بڑے عالم ہیں اور اسی طرح ڈاکٹر بابر اعوان صاحب ہیں۔یہ خلافت کی ذمہ داری ہے کہ وہ سٹیٹ کو امن و امان دے' بنیادی ضروریات مہیا کرے اور بنیادی ضروریات میں روٹی' کپڑا اور مکان اور اسی طرح امن' سٹیٹ کی ذمہ داری ہے اور خلافت کی ذمہ داری ہے۔ کوئی حکمران کسی بھی وقت اگر ان ذمہ داریوں کو پورا نہیں کر سکتا تو یہ مسلمہ اصول ہے کہ اس کو ازخود معزول ہونا چاہیے کیونکہ اس میں یہ اہلیت نہیں کہ وہ state کو بنیادی ضروریات مہیا کر سکے۔

جناب چیئرمین! اللہ رب العالمین نے فرمایا کہ اللہ نے مسلمانوں کے ساتھ' ایمان والوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے' آپ میں سے نیک اعمال کرنے والوں کے ساتھ کہ اللہ نے فرمایا کہ ہم آپ کو خلافت عطا فرمائیں گے' آمریت اللہ رب العالمین نے نہیں فرمایا۔ خواہ وہ سول پوزیشن میں آ جائے یا آمر بن کے آ جائے اللہ رب العالمین نے خلافت کا نام لیا ہے اور پھر جب خلافت قائم ہوگی تو اللہ رب العالمین نے اس کا ایک اثر مرتبہ بیان فرمایا کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خلافت کے ہوتے ہوئے اللہ نے وعدہ فرمایا کہ ہم آپ کو امن دلائیں گے اور اللہ رب العالمین سے کوئی سچا نہیں۔ اللہ رب العالمین سے بات کرنے میں کوئی سچا نہیں۔سب سے سچا اللہ رب العالمین ہے اور اللہ رب العالمین نے فرمایا کہ آپ اللہ کو حاکم مانیں اور اللہ رب العالمین کی عبدیت اختیار کر لیں۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا کہ حاکمیت اور عبدیت کے بعد میں دو چیزوں کا وعدہ کرتا ہوں کہ ایک تو میں افلاس کو ختم کر دوں گا' فراوانی ہوگی' خوشحالی ہوگی اور دوسرے اللہ رب العالمین نے فرمایا کہ میں خوف کو امن میں تبدیل کر دوں گا اور جب یہ دونوں چیزیں نہیں ہوں گی یعنی اللہ رب العالمین کی حاکمیت نہیں ہوگی' مقتدر اعلیٰ اللہ رب العالمین نہیں ہو گا' خلافت الہیہ نہیں ہوگی تو اللہ رب العالمین نے فرمایا کہ میں آپ کو بھوک اور افلاس کا جامہ پہناؤں گا۔ کبھی بھی آپ خوشحال زندگی بسر نہیں کریں گے۔

تو جناب چیئرمین! میری تجویز یہ ہے کہ اگر اس ملک کو بچانا ہے اور یہ امن و امان کی ذمہ داری صرف حکومت کی نہیں ہے بلکہ ہمارے سارے مسلمانوں کی ہے یا سارے پاکستانیوں کی ذمہ داری ہے لیکن جن کے ہاتھ زمام کار ہے ان پر زیادہ ذمہ داری پڑ جاتی ہے۔

فلسطین میں "الفتح" اور "حماس" میں جھگڑا ہوا۔ شاہ عبداللہ نے ان کو بلایا اور مکہ معظمہ

میں اس نے اعلان کیا کہ ہم اس وقت تک کہ معظمہ سے نہیں نکلیں گے جب تک ہم یہاں ایک پر امن حل تلاش نہیں کرلیں گے۔ وہاں ایک معاہدہ پر دستخط ہوئے۔ ہم بھی چاہ رہے ہیں کہ ہمارے حکمران، اس ملک کے مقتدر طبقے آپس میں مل بیٹھ کر بات کریں، اور اپوزیشن کو یہ نہ سمجھیں کہ یہ ملک کے باسی نہیں ہیں یا یہاں کے رہنے والے نہیں ہیں یا ان کو ملک بدر کر دیا جائے بلکہ سب کو مل بیٹھ کر یہ مسائل حل کرنے چاہئیں۔

جناب چیئرمین! کل پرسوں جب صوبہ سرحد کے حوالے سے بات ہو رہی تھی کہ وہاں امن و امان کا بہت زیادہ مسئلہ ہے۔ ہم کسی پر قدغن لگانا نہیں چاہتے لیکن صوبہ سرحد کے امن و امان کو متاثر کرنے والے عوامل میں افغانستان کی صورت حال اور اس کا بلوچستان اور سرحد پر اثر انداز ہونا لازمی ہے کیونکہ ہمارے borders ان کے ساتھ ہیں اور دوسری بات مرکز کی خارجہ پالیسی ہے کیونکہ امریکہ کے ایک اعلیٰ اہل کار کا ابھی بیان آیا ہے کہ ہم انتہا پسندی کے خلاف کسی کے پابند نہیں، جہاں بھی ہم چاہیں ہم حملہ کر سکتے ہیں اور پاکستان کے اندر گھستے ہوئے اور گھس کر اس نے بہت حملے کیے ہیں اور پاکستانی وہاں احتجاج کرتے ہیں اور احتجاج کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا اور بجلی کی load shedding کی بات ہے----

جناب ڈپٹی چیئرمین، راحت صاحب! جتوئی صاحب کو دیکھ کر law and order سے load shedding پر پہنچ گئے۔ جتوئی صاحب پیار سے آتے ہیں اور ہر اجلاس میں آپ ان کو پیار میں مار دیتے ہیں۔

سینیٹر مولانا راحت حسین، دوسرے صوبہ سرحد میں افغان مہاجرین کی بہت زیادہ بستیاں ہیں اور تیسری روزمرہ کی جو چیزیں ہیں، ان کی گرانی اور مہنگائی ہے اور اسی طرح پولیس کی نفری آبادی کے لحاظ سے کم تعینات ہے اور تیسری Frontier Corp جو ہماری سرحدات اور border area کے لیے تھی، باہر تعینات کیا گیا ہے ۔ میں آخر میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ تقابلی جائزہ لیتے ہیں تو صوبہ سرحد کے حوالے سے یا پنجاب سندھ، یہ ساری ہماری community ہے ۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ سندھ میں زیادہ ہو رہا ہے یا پنجاب میں زیادہ ہو رہا ہے ۔ جہاں بھی ہو رہا ہے، ہم اس کے لیے پریشان ہیں ۔ لیکن سرحد کے حوالے سے ہم

کہہ رہے ہیں کہ وہاں قتل کی جو واردات ہیں ، پنجاب میں پانچ ہزار ایک سو اڑسٹھ ہوئی ہیں - سندھ میں ایک ہزار نو سو پچانوے ہوئی ہیں - بلوچستان میں تین سو چوبیس ہوئی ہیں اور صوبہ سرحد میں دو ہزار تین سو دو ہوئی ہیں اور یہ میں آپ کو آن دی ریکارڈ بتاتا ہوں - اسی طرح ڈاکا زنی کے کیس ہیں - ایک ہزار سات سو چورانوے پنجاب میں- نو سو چھیالیس سندھ میں- سڑسٹھ بلوچستان میں اور باون صوبہ سرحد میں ہوئے ہیں - اسی طرح کار چوری یا بزور بازو کار کو اڑانا- یہ ہوئے ہیں پنجاب میں سات ہزار چھ سو چھبیس اور تین ہزار آٹھ سو چودہ سندھ میں - بلوچستان میں ایک سو انتیس - صوبہ سرحد میں ایک سو چھتیس- اسی طرح اغوا برائے تاوان کے کیس ہیں - وہ ہوئے ہیں پنجاب میں آٹھ ہزار چھیاسٹھ- صوبہ سندھ میں ایک ہزار دو سو اکیاون- اور بلوچستان میں ایک سو چون - صوبہ سرحد میں پانچ سو ننانوے - اب پولیس کی تعداد دیکھیں- یہاں ہمارے پنجاب میں بارہ لاکھ کے قریب پولیس ہے -اس سے زیادہ ایک لاکھ ستاسی ہزار نو سو اڑتالیس پولیس ہے- صوبہ سندھ میں نو ہزار اس سے زیادہ ہے - بانوے ہزار اور صوبہ بلوچستان میں بیس ہزار سات سو اٹھائیس اور صوبہ سرحد میں پینتیس ہزار سات سو چار ہے - آپ اس اندازے کو دیکھیں - وہاں کس طرح امن قائم ہو گا اور یہ سب ۲۰۰۶ء کی بات میں کرتا ہوں - ورنہ پہلے حکومت بننے کے بعد آپ لوگوں کا یہ موقف ہے کہ صوبہ سرحد میں مثالی امن رہا - جناب چیئرمین ! میری تجویز یہ ہے کہ ان مسائل کی صرف حکومت ذمہ دار نہیں ہے بلکہ ہم سب اس کے ذمہ دار ہیں اور اس پر ہمارے قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف ، جناب مشاہد حسین صاحب اور وزیر داخلہ صاحب بھی تشریف فرما ہیں ، اس میں ایک سنجیدہ قسم کا اجلاس بلایا جائے اور ان مسائل کا حل نکالا جائے اور آخر میں امن و امان کا مسئلہ پیدا نہیں ہو گا- بیت المقدس کا مسئلہ ہے- یہ ایمان کا مسئلہ ہے اور اگر اسرائیل نے اس قسم کی حرکت کی تو ساری امت مسلمہ ، بلکہ ساری دنیا کا امن و امان سنگین طور پر متاثر ہو گا -تو اس کا ایک حل نکالنا چاہیے - یہاں مساجد گر رہی ہیں- گرائی جا رہی ہیں اور دینی شعائر کو ملیامیٹ کیا جا رہا ہے- لہٰذا ذرا اسے لگام دی جائے تاکہ امن و امان کا مسئلہ پیدا نہ ہو اور اس طرح ہمارے ایک ساتھی نے کہا ہے ، دوست نے کہا کہ پاکستان کے آئین میں لکھا ہے کہ کوئی قانون غیر اسلامی نہیں بنے گا- تو کیا حقوق نسواں والا قانون اسلامی ہے ؟ ہم کہتے ہیں کہ آئین میں جو لکھا گیا ہے ، اس کی عملی تنفیذ ہم چاہ رہے ہیں

اور جب عملی تنفیذ نہیں ہو گی تو آئین کے دائرے میں رہتے ہوئے ہم مطالبات کرتے رہیں گے۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you, Rahat Sahib.

سینیٹر مولانا راحت حسین، جناب چیئرمین ! آخر میں میری تجویز یہ ہے ۔ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے' جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اللہ نے فرمایا ہے۔ اسمعوا و اطیعوا آپ اپنے حکمران کی بات مانیں ۔ اس کی تابعداری کرو۔ جب آپ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور اس کے احکامات کو نافذ کریں گے تو آپ اس کی بات مانو۔ اگرچہ وہ عبد حبشی ہو اور اس کی ایک بری شکل ہو۔ آخر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن اگر وہ اللہ کی کتاب کی تنفیذ نہیں کریں گے پھر اس کی تابعداری امت مسلمہ پر لازم نہیں ہے۔ شکریہ۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you.

میں ایک گزارش کروں گا ' Leader of the Opposition بھی آ جائیں ۔ Minister of State for Interior بھی request کر رہے ہیں کہ وہاں National Assembly میں بھی law and order debate پر ہے۔ مجھے اپنا statement کرنے دیں پھر continue کریں اس بحث کو۔ Minister for Law and Parliamentary Affairs بیٹھے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد حزب اختلاف)، نہیں' نہیں۔ جناب یہ کیا بات ہوئی۔ باقی سینیٹرز کا کیا ہو گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، کامل آغا صاحب بھی ان کو جواب دینے کے لیے بیٹھے ہیں اور Leader of the House بھی۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، آغا صاحب بےچارے تو اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ اس issue کا تعلق Interior Ministry سے ہے ۔ He should wait. وہاں پر تو آج debate wind up نہیں ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، وڑائچ صاحب! ادھر تو آپ کا پارلیمانی سیکرٹری ہے۔ آپ اپنا

point of view دیں اور House کو confidence میں لیں۔

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ (وزیر مملکت برائے داخلہ)، جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ آفتاب شیرپاؤ صاحب بوجہ بیماری آ نہیں رہے ہیں۔ ہمارے پارلیمانی سیکرٹری موجود نہیں ہیں۔ وہ سینیٹ میں آ بھی نہیں سکتے۔ میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ وہاں پر جو بحث ہو رہی ہے وہ آج ہی conclude ہونی ہے کیونکہ اس طرف تین گھنٹے بحث کے لیے رکھے گئے تھے اور مجھے سپیکر صاحب نے کہا تھا اس لیے میری یہ گزارش ہے، میں گھر نہیں جا رہا۔ مجھے ایک House سے نکل کر دوسرے House میں جانا ہے اور جو باتیں میرے بہت سے دوستوں نے کی ہیں اور اب جو باتیں ہو رہی ہیں تقریباً وہی ہیں تو وہ بھی اگر آپ اجازت دیں تو بوجہ مجبوری------

جناب ڈپٹی چیئرمین، نہیں۔ وہ میری گزارش ہے۔ رضا ربانی صاحب! requisition آپ کی ہے اور آپ نے law and order agenda دیا ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین! law and order پر بات ہو رہی ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ National Assembly میں پارلیمنٹری سیکرٹری کہاں ہیں۔ نہ وہاں National Assembly میں Minister ہوتا ہے، نہ پارلیمانی سیکرٹری ہوتا ہے اور نہ ہی کورم ہوتا ہے۔ تو what is the Government doing? چلو Sherpao is not well but where is the Parliamentary Secretary? جب دونوں Houses چل رہے ہیں they should make sure that the Parliamentary Secretary was sitting there.

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ، جناب چیئرمین! میں نے پارلیمانی سیکرٹری سے پوچھا تھا کہ اگر وہ اس House میں جواب دے سکیں لیکن انہوں نے مجھے کہا--------

سینیٹر میاں رضا ربانی، ہم یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ وہ جواب دیں۔ پارلیمانی سیکرٹری وہاں پر notes لیں اور جب Minister sahib یہاں سے wind up کر لیں وہاں پر جائیں تو وہ notes ان کے سامنے ہوں گے، وہاں پر وہ جواب دے دیں گے۔

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ، جناب چیئرمین! جب میں وہاں سے آیا ہوں ہمارے پارلیمانی سیکرٹری بھی House میں موجود نہیں تھے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، وہ نہیں تھے تو یہ ہمارا مسئلہ تو نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ٹھیک ہے وہ کر لیتے ہیں کیونکہ requisition ہی law and order پر ہے۔ وڑائچ صاحب سن رہے ہیں، notes بھی لے رہے ہیں۔ تھوڑا short کرتے ہیں تاکہ ان کا جواب بھی سن لیں۔ جی طاہرہ لطیف صاحبہ! ابھی آپ کی باری ہے۔ میڈم! تھوڑا اختصار سے کام لیں تاکہ Minister of State for Interior جواب دے سکیں۔

سینیٹر طاہرہ لطیف، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے مائیک دیا۔ خودکش حملے دہشت گردوں کی بہیمانہ کارروائی ہے جس سے کئی گھروں کے چراغ بجھ گئے اور بہت سے بچے یتیم ہو گئے۔ یہ خون ریزی پشاور، اسلام آباد کے میریٹ ہوٹل، اسلام آباد ائرپورٹ میں ہو یا کہیں بھی ہو ہمیں بہت دکھ اور کرب ہے اس چیز کا۔ یہ دہشت گرد انسانیت کے دشمن ہیں لیکن یہ دہشت گرد کہاں سے آتے ہیں؟ یہ کس کی پیداوار ہے، یہ بھی ذرا دیکھیں۔ صدر مملکت، وزیر اعظم اور وزیر داخلہ نے سخت ہدایات جاری کی ہیں کہ فوری ایکشن لے کر مجرموں کو پکڑیں اور کیفر کردار تک پہنچائیں۔ دہشت گردوں کا کوئی مذہب اور ملک نہیں ہوتا۔ اگر ہم پچھلی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو یہ شروع سے ہوتا رہا ہے مگر اس کا کوئی سدباب نہ ہو سکا۔ اب جبکہ ملک ترقی کی منزلوں پر رواں دواں ہے تو ایسا لگتا ہے کہ دشمنوں کو یہ نہیں بھاتا۔ عوام نے ہمیں احتجاج اور سیاست چمکانے کے لیے ایوان میں نہیں بھیجا بلکہ ملک کی تعمیر و ترقی اور عوام کی فلاح و بہبود کے لیے ہمیں منتخب کیا ہے۔ ہمارے سامنے بہت سے مسائل ہیں۔ ملک کی آبادی بڑھ رہی ہے اور وسائل کم ہیں۔ ہمیں زیادہ محنت سے کام کرنا ہے تاکہ مزید وسائل پیدا کیے جائیں۔ اگر ہم دہشت گردی جیسے معاملات میں الجھے رہے تو ترقی کی رفتار متاثر ہوگی اور law and order کا مسئلہ پیدا ہوگا۔ یہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ DIG بنوں کی قتل کی سیاہی ابھی خشک نہیں ہوئی تھی کہ پشاور CCPO ملک سعد اور دوسرے پولیس اہل کاروں کو شہید کر دیا گیا۔ وہ مسجد کے باہر سیکورٹی کے فرائض انجام دے رہے تھے قطع نظر اس کے کہ وہ مسجد کس فرقے کی تھی لیکن ایک مسجد تھی جس میں خدا کا نام لیا جاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا جاتا ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ اور

اس کے رسول کی عظمت بیان کی جاتی ہے۔ ابھی تک یہ بات واضح نہیں ہو سکی کہ خودکش حملہ آور کا نشانہ صرف پولیس آفیسر تھے یا وہ کچھ ہی دیر بعد امام بارگاہ سے نکلنے والے جلوس کو ہدف بنانا چاہ رہے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو بڑی تعداد میں قیمتی جانوں کا ضیاع ہوتا۔ دہشت گردی کو کنٹرول کرنے کے لیے سوچ بچار کی ضرورت ہے۔ میں اپوزیشن کے اپنے بھائیوں سے بھی گزارش کروں گی کہ وہ بجائے لمبی لمبی تقریریں کرنے کے جو وہ بہت اچھی کرتے ہیں آپ اپنی suggestions دیں کہ اس کو کس طرح سے روکا جائے۔ دہشت گرد جن کو prepare کیا جاتا ہے۔ مدرسوں سے، ہم تو یہی سنتے رہتے ہیں کہ وہ prepare ہوکر آتے ہیں کہ جی آپ جنت میں جائیں گے۔ یہ کریں اور جنت میں جائیں تو یہ دہشت گردوں کو بند کیا جائے کہ اس طرح کا کام نہ کریں۔ مسلمانوں کو ایک ہونا چاہیئے اگر ہم اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں یہاں ایک نہیں ہو سکتے ہیں تو OIC اور دنیا کے مسلمان کس طرح اکٹھے ہو سکتے ہیں۔

دہشت گردی کو کنٹرول کرنے کے لیے سوچ بچار کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں صدر پاکستان کی دہشت گردی کے خلاف پانچ نکاتی حکمت عملی قابل ستائش ہے۔ اس کو موجودہ حالات میں دہشت گردی کے خاتمہ کا ٹھوس حل بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ صدر مملکت نے کہا ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ باہمی اعتماد کی بحالی ہے۔

۲۔ الزام تراشیاں بند کر دیں۔

۳۔ سرحد پار نقل و حمل کو روک دیں۔

۴۔ افغان مہاجرین کو واپس بھیج دیں۔

یہ تو ٹھیک ہے۔ یہ تو سب اس کے ساتھ agreed ہوں گے کہ افغان مہاجرین کو واپس بھیج دیں۔ دہشت گردوں اور منشیات فروشوں کا گٹھ جوڑ ختم ہونا چاہیے۔

۵۔ اور ان سب اقدامات کے لیے مشترکہ حکمت عملی اپنانا چاہیے۔ مسئلہ کا حل ہو سکتا ہے۔ میں دعا گو ہوں بلکہ آپ سب میرے ساتھ دعا کریں کہ اللہ پاک پاکستان کا حامی و ناصر ہو۔ شکریہ۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you.

دعا ہم کریں گے باقی عملی طور پر ان departments نے کرنا ہے جنہوں نے ذمہ داری لی ہے' تنخواہ لے رہے ہیں ان کاموں کی۔ Anyway' ابھی ڈاکٹر محمد ساعد صاحب please take the floor.' لکھے ہوئے میرے پاس نام ہیں ان کی list آئی ہوئی ہے۔یہ ہماری طرح شریف آدمی ہے انہوں نے کمرے میں جانا ہے۔ان کی کہیں اور commitment نہیں ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد ساعد، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! ہمیں بتایا جاتا ہے کہ ایک ریاست کی کئی ذمہ داریاں ہیں۔ ریاست کا کام ہے کہ تعلیم مہیا کرے۔ ریاست کا فرض ہے کہ دفاع کا موثر نظام قائم کرے۔زرعی اور صنعتی اور مواصلاتی جتنی سہولیات ہیں وہ بھی مہیا کرے۔ لیکن ان سب میں جناب چیئرمین! سر فہرست دو چیزیں ہیں جو کہ state کی ذمہ داری ہے۔ پہلی یہ کہ جان و مال اور عزت کی حفاظت۔

۲۔ شہریوں کو انصاف مہیا کرنا۔

جناب چیئرمین! مجھے ایس۔ ایم ۔ ظفر صاحب سے بالکل اتفاق ہے کہ جب بھی کوئی ریاست ان دو ذمہ داریوں کو مہیا کرنے میں ناکام ہوتی ہے اس حکومت کو حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! ملک میں اس وقت جو صورت حال ہے امن و امان کی ' ایس ۔ایم۔ ظفر صاحب نے تو بڑے mild الفاظ استعمال کیے ہیں۔ ظفر صاحب نے کہا کہ یہ تسلی بخش نہیں ہے۔ I would like to warn you that it's absolutely of vital concern. This is of very serious concern and it is very alarming stage. جناب چیئرمین! اگر کسی علاقے میں میری جان محفوظ نہیں ہے۔ میری عزت محفوظ نہیں ہے۔ میری فیملی کی عزت محفوظ نہیں ہے۔ اگر ایک حکومت میں میرا گھر محفوظ نہیں ہے۔ میری زمین محفوظ نہیں ہے۔ میری جائیداد محفوظ نہیں ہے۔ اگر ایک حکومت میں میری عزت اور میری ماؤں کی عزت اور میری بہنوں کی عزت محفوظ نہیں ہے۔تو

I damn care, I damn care about the Gwadar Project. I damn care about the Motorways and I damn care about any mega project. What I want is

کہ میری عزت محفوظ ہو۔ میری آبرو محفوظ ہو۔ میری جان و مال محفوظ ہو۔ جناب چیئرمین! اس

وقت ملک میں دو قسم کے جرائم ہیں۔ قتل کے انتقام کی واردات، اغوا برائے تاوان ہیں gang
rape ہے چوری ہے، ڈاکا زنی ہے اور میرے مختلف دوستوں نے اس پر کافی روشنی ڈالی ہے۔
میں آپ کی توجہ ایک دوسری قسم کے جرائم کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں اور یہ وہ جرائم
ہیں they are very deadly, sir. They have created fear in the whole society,
as a state of fear. It is in the grip of fear. اور یہ جو جرائم ہیں they are
absolutely new to this society. They have given a new dimension and
new dimension to the law and order situation in the country. جناب چیئرمین !
میرا اشارہ ہے خودکش حملوں کی طرف The suicide killing which is absolutely a
new phenomenon in our society , unfortunately creating a new
dimension in the law and order. جناب چیئرمین صاحب ! آپ نے سنا ہوگا چند مہینے
قبل مالاکنڈ، درگئی میں چالیس نوجوان ہلاک ہوئے اور اس کے بعد پشاور میں چند ہفتے قبل چار
پانچ پولیس کے اہل کار اور اس کے ساتھ پشاور سٹی پولیس کا چیف جو ہے ملک صاحب وہ بھی
شہید ہوا ، اس قسم کے واقعات ڈیرہ اسماعیل خان میں بھی ہوئے ، ٹانک میں بھی ہوئے ،
اسلام آباد میں بھی یہ دو تین واقعات ہوئے اور اس قسم کے واقعات جنوبی وزیرستان میں
روزمرہ کا معمول ہے اور فوجی افسران بھی بے چارے شہید کیے جاتے ہیں ، نوجوان بھی شہید
کیے جاتے ہیں this is now a routine of the daily life there لیکن بدقسمتی سے ان کا
کوئی نوٹس نہیں لیا جاتا اور جناب ! میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کا کوئی serious notice نہ لیا
گیا they will spread throughout the country.They can happen anywhere
to anybody جناب چیئرمین! میں اس ایوان کو بتانا چاہتا ہوں

and I want to put it or ecord sir, that suicide killings are a reaction to our polic es in the tribal areas of our country. It has got nothing to do with the *Firqawarana fisadat*. It has nothing to do with the internal crimes. It is a direct impact of reaction to our unfortunate policies in our country.

بلوچستان میں آپ نے Americans سے مل کر وہاں پر سویلین لوگوں پر بمباری کی وہاں پر بےشمار معصوم شہری شہید ہو گئے۔ Zamazola کے دارلعلوم پر Americans نے بمباری کی۔ ۸۰ افراد شہید ہوئے جس میں ۴۲ کے قریب حافظ قرآن بھی تھے۔ آپ نے امریکن کو بالکل allow کیا، جناب چیئرمین ! and you accepted yourself this responsibility جو کہ بہت بڑی زیادتی تھی اور نہ صرف یہ کہ جنرل شوکت سلطان جو کہ عادی ہیں رمضان شریف میں for having toxic at 10'o clock. اس نے یہ بھی کہا کہ یہ کارروائی پاکستانی فوج نے کی ہے اور اگر آئندہ ضرورت پڑے تو ہم اس قسم کی مزید کارروائیاں بھی کریں گے۔اور شوکت سلطان کے بیان کو reinforce کیا ہمارے پرویز مشرف نے اور اس نے کہا کہ ہم نے یہ بمباری کی ہے we are proud of it. اور ہم دوبارہ کریں گے اگر اس کی ضرورت محسوس ہوگی۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ bombing Zamazola was a serious crime.

Zamazola bombing by the Pakistan Army was Mr. Chairman! a very terrible and serious blunder اور اس کے consequences اس وقت ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں Mr. Chairman by adopting this policy, we have turned whole of the tribes against us. اور میں آپ کو بتا دوں کہ قبائل کی یہ روایات ہیں کہ جب ان کا کوئی بھائی قتل ہوتا ہے ان کا کوئی رشتہ دار قتل ہوتا ہے تو اس کا بدلہ ضرور لیتے ہیں یہ ہمارے قبائلی روایات کا حصہ ہے یہ ہماری روایات ہیں اور اگر بدلہ نہیں لیا گیا تو لوگ طعنہ دیتے ہیں اور یہ سلسلہ پشتوں تک چلا رہتا ہے I would also like to mention sir, that in colonial period جب بھی انگریزوں نے قبائلی علاقوں میں بمباری کی تو قبائلی لوگوں نے اس کا بدلہ لیا ہے۔ I would like to bring it on the record Mr. Chairman کہ ایبٹ آباد سے لے کر حطار تک جتنے بھی British graveyards ہیں ان میں 80 per cent of the people who were killed and buried , they were British civil servants , they were British captains, they were generals یہ وہ لوگ ہیں جن سے قبائلی لوگوں نے اپنے نقصانات اور اموات کا بدلہ لیا ہے۔ جناب والا! آپ کی information کے لیے میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ انگریزی دور کے دو سو سالہ دور میں صرف ایک وائسرائے اور گورنر

only one Viceroy has been assassinated in India جنرل assassinate ہوا ہے

اس Lord Mayo and he was assassinated by an Afridi man, Sher Ali Afridi.

and he has chased this Viceroy as far نے اپنی قوم کے نقصانات کا بدلہ لیا ہے

اور وہاں پر اس کو قتل کیا ہے۔ تو جناب والا! یہ زیادتی جو آپ as Andaman and Nicobar

you are getting the result of it. Sir, this is لوگوں نے قبائلی علاقے میں کی ہے

also clear from the history of the relationship between the British Army

before independence Mr. Chairman, 90 یہ بھی ریکارڈ پر ہے کہ and the tribes.

per cent of the British Indian Army was stationed in the North Western

Frontier of our area, why? They were continuously in confrontation with

the tribes.

جناب والا! میرے پاس کچھ suggestions ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ہاں suggestions دے دیں کیونکہ آپ کا وقت ختم ہو رہا ہے۔

Senator Dr. Muhammad Said: I give suggestions. First of all sir, immediately halt the confrontation between the tribes and the army. Immediately halt

جیسا کہ ہمارے ایس ایم ظفر صاحب نے ابھی اچھے طریقے سے واضح کیا۔

There is no need for military operation, please come down to the dialogue table.

No. 2. Offer an apology to the tribes for owning the bombing of Zamazola village. It was a big mistake that we have owned this bombing. Please offer a sincere apology to the people of Bajore for owning bombing the Zamazola village.

No . 3 . Compensate the victims of the tribal people . Compensate them liberally for those who were dead , for those who were injured and for those whose properties have been lost.

Fourthly , Mr . Chairman , for God's sake withdraw all forces , withdraw all army from the Tribal Area.

قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ 1948 میں جب قبائلی علاقے میں گئے تھے تو انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ

called Kurzon operation ' ہوا operation اور پھر ایک army would be withdrawn and the army from every cantonment, from every post was withdrawn.

So, please withdraw the army from the Tribal Area.

Lastly sir , which is the mother of all evils, please withdraw , please withdraw honourably from this so-called war against terror . Thank you very much.

Mr . Deputy Chairman: Col . Retd . Tahir Mashhadi Sahib to take the floor.

Senator Col . (Retd .) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

This debate on the law and order situation in the country was a great necessity and I am very happy to note that both the Opposition and the Government is taking this subject very seriously irrespective of what party we belong to , irrespective of what political leanings we may have , the territorial integrity , the safety and the protection of the country and its people is the closest to all of our hearts and from the bottom of our

hearts we wish peace, prosperity and plenty. The world we live in today is torn by strife and specially our region, it is undergoing the ravages of war, it is under going occupation by foreign forces, Iraq and before that Afghanistan. The United States and its allies, they conducted an ill-advised war against both these countries and the United States made the biggest mistake of all that without bringing peace to Afghanistan they indulged in this exercise of futility in Iraq. They may have won the war as they claim but they have certainly lost the peace and they are neither in any position now, nor they are likely to be to win the peace and honour and just peace. So, what is we are confronted with is not only a unstable region but the after effects of the ravages of war. Now add to this the fundamentalism which has come up to eat at the very vitals of our society and worse than that the curse of sectarianism which has come to tear brother from brother, sister against sister and cause havok amongst not only the people of Pakistan but the Muslim Ummah as a whole.

We must be warned there is an International conspiracy the failure of the United States and its western allies in Iraq and Afghanistan are forcing them to turn and divert the attention from their own failures and they are doing this by playing this blame game against the Government of Pakistan, the terrorism and the across the border, Taliban movement is not being controlled by Pakistan which is a lie. Pakistan has done more than any other country in the world. It has suffered more than any other country in the world for the war on terrior

and Pakistan continues to do its utmost to ensure peace and prosperity in the region. Strong Afghanistan a politically and stable Pakistan is in the interest of Pakistan and Pakistan cannot possibly conceive to cause any affirment any trouble there. And this must be understood we must not fall prey to the western propaganda, don't forget that the western media is a zionist media is owned mostly by the jews and run by the jews for the jews. and this is against the Muslim Ummah and it will always be against the Muslim Ummah and in Iraq their failure has been coverted into success, they are losing on all fronts their administrative measures are failing, their military action is failing and what are they doing? They are causing and blaming that the trouble in Iraq is not of their doing, they are trying to sell it as the *Shia-Sunni* subscribe nothing can be farther from the truth, the people of Iraq want a united Iraq, they are Muslims, Iraq is a Muslim country they have lived together for 1400 years and they will live right up to judgement day together and no power on earth will ever divide the Muslim from Muslim, no power on earth will make the *Shia* fight against the *Sunni*, we will unite, we will be together and we will fight for a greater glory of Islam and for the people of Pakistan and the stability of Pakistan and the honour and dignity of Pakistan.

Now we had the militancy which has cropped up into our life. Then we come along with a sectarian strife into this discontent that is coming everywhere, yes Mr. Chairman! law and order is a responsibility of the Government. It is the prime responsibility of the Government but equally it is the responsibility of each and every individual who

constitutes the state. The law and order situation in Pakistan has been unfortunately allowed to get from bad to worse. That has been because of the use of military force rather than the use of negotiation. Negotiated political settlements always solve the problem. Military force has never solved any problem. My party, the *Mutaheda Qaumi Movement* has all along advocated from the floor of this House and everywhere else in Pakistan that we have borne the use of force against our own people, may they be Pakhtoons, may they be Balochis, may they be Sindhis, may they be Punjabis, may they be of any ethnic extent. The basic thing is that any political problem has to be solved by political negotiations, dialogue and not bullets, is the answer and I must commend the Government that they have changed the strategy and they have taken this in Wana, Waziristan and I hope that they will think twice before we go.

Now, as far as the spate of violence which occurred during the holy month of Moharram, unfortunately, because of the cross border terrorism, because of the terrorism and the fundamentalism that is coming from us from across the border, the provinces of Balochistan and Pakhtoonkhaw are the biggest sufferers but the provincial Government is responsible. We must remember that basically law and order is a provincial subject. So, when the blame game takes place rather than indulging in a blame game and getting nowhere, we must ensure that everybody recognizes their own responsibilities and tries his best to improve the situation in the country as a whole. Where the provinces went wrong it is quite apparent. Where the provinces did extremely well

especially, I would like to comment the action taken by the Government of Sindh and the City Government of Karachi, they ensured a remarkable standard of peace and law and order during last Ramazan and they deserve to be congratulated on it.

There has been a lot of figure game. The figures clearly speak about the crime being committed in Pakistan. That has its own consultations it has its own problems, crime is an international phenomenon, crime is rising all over the world and it is the duty of each and every one, not only of the Government but my brothers in the Opposition because the Opposition is equally honourable, the Opposition is equally patriotic and I have full faith that with the cooperation of the people of Pakistan we will rise above all these conspiracies against Pakistan and we will have a strong, united, modern and tolerant Pakistan. Thank you, sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین، سینیٹر کامران مرتضیٰ please take the floor.

سینیٹر کامران مرتضیٰ ۔ میں سوچ رہا تھا کہ آخری سپیکر ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، نہیں آپ آخری سپیکر نہیں ہیں، اسماعیل بلیدی صاحب ہیں، ڈاکٹر ابراہیم ہیں، رضا صاحب نے اپنا ٹائم ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ کو دے دیا۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، میں نے کہا کہ اگر میں آخری سپیکر ہوں تو مجھے تو سب کچھ کہنے کی اجازت ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، وہ انشاء اللہ جب اگلے دور میں آپ وفاقی وزیر بنیں گے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ ۔ جناب مشکل ہے، ہماری باری کبھی بھی نہیں آئے گی۔

شکریہ جناب چیئرمین! اس ہاؤس میں دو مسئلے بڑے discuss ہوتے ہیں، بڑے favourite

مسئلے ہیں' ایک ہمارا اور آپ کا' بلوچستان کا مسئلہ اور ایک دوسرا مسئلہ جو یہاں پر بہت زیادہ
discuss ہوتا ہے وہ امن و امان کا ہے۔ جناب والا! جتنی مرتبہ بھی میں نے یہ discussion
دیکھی ہے اور چار سال سے میں ان دو مسائل پر discussion دیکھ رہا ہوں اس کا رزلٹ میں نے
آج تک نہیں دیکھا' اس کے نتائج آج تک نہیں آئے۔ ایک consensus آج اس ہاؤس کا ہے
کہ امن و امان کی حالت بہت زیادہ خراب ہے۔ آج اس consensus سے پہلے سپریم کورٹ
بھی کہہ چکی ہے' لاہور ہائی کورٹ بھی کہہ چکی ہے' سب سے بڑے صوبے کی ہائی کورٹ یہ کہہ
چکی ہے کہ امن و امان کی حالت ان کے صوبے میں بہت خراب ہے۔ سپریم کورٹ یہ کہہ چکی
ہے کہ پورے ملک میں خراب ہے۔ بھلے لوگ ہوتے اگر حکومت میں تو اب تک resign کر کے
کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے کیونکہ بنیادی طور پر یہ مسئلہ حکومت کا ہے یہ کسی اور کا مسئلہ نہیں ہوتا۔
جناب کو یاد ہوگا کہ اکتوبر 99 کا seven point agenda تھا۔ اس میں جنرل صاحب کا جو چوتھا
پوائنٹ تھا جب انہوں نے take over کیا اس میں چوتھا پوائنٹ ensure law and order
and dispense speedy justice. چوتھا پوائنٹ ان کا ensure law and order آج بارہ
فروری 2007 ہے۔ سات سال وہ مکمل کر چکے ہیں۔ یہ ان کا چوتھا پوائنٹ آج تک ensure نہیں
ہوسکا۔ اس بات پر آج ہمارا اور آپ کا' حکومتی بنچوں کا یہ consensus ہے دو بڑی کورٹس کا یہ
consensus ہے کہ یہاں پر امن و امان کی صورت حال بڑی خراب ہے۔ اس خراب صورت حال
میں بجائے یہ کہ کوئی resign کر دیتا' اس ملک کی جان چھوڑ دیتا ۔ اب تک کوئی اس ملک کی
جان چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

جناب والا! یہاں پر یہ کہا گیا کہ امن و امان بنیادی طور پر صوبائی مسئلہ ہے after
police order کیا یہ صوبائی مسئلہ رہ گیا۔ آپ کا اور ہمارا آئی جی کیا ہمارے اپنے صوبے سے ہوتا
ہے۔ آپ کا ہمارا صوبائی چیف سیکرٹری کیا ہمارے اپنے صوبے سے ہوتا ہے۔ آپ کا ہمارا گورنر
کیا ہمارے اپنے صوبے سے ہوتا ہے۔ جناب کبھی کبھار پچاس ساٹھ سالوں میں ایک آدھ نام
چھوڑ دیجیے۔ کبھی ایک آئی جی بھی آپ کو اپنا یاد نہیں ہوگا۔ جو ابھی آئے ہیں' وہ بھی پنجاب
سے آئے ہیں۔ اس سے پہلے جو آئے تھے وہ بھی پنجاب سے تھے۔ جتنے نام آپ لیتے جائیں
گے تو وہ یا پنجاب کے ہوں گے' یا اگر کوئی پنجاب کا نہیں ہوگا تو وہ فرنٹیئر کا ہوگا۔ اس کے

بعد کہتے ہیں کہ یہ آپ کا صوبائی مسئلہ ہے۔ صوبائی مسئلہ ہے تو ہم کو اتنا اختیار تو دے دو کہ ہم اپنا آئی جی مقرر کر سکیں۔ یہ تو آج تک نہیں ہوا۔

جناب والا! اگر آپ نے cut off date 12 October 1999 لینی ہے کہ اس دن crime rate کیا تھا اور آج بارہ فروری 2007 کو کیا ہے۔ آپ ان دونوں کے درمیان موازنہ کریں۔ آپ نے موازنہ نہیں کرنا 2006 کے ساتھ، 2005 کے ساتھ 2004 کے ساتھ۔ آپ نے موازنہ کرنا ہے 1999 میں crime rate کیا تھا آج 2007 فروری میں cirme rate کیا ہے۔ جناب والا! آپ crime rate کو سامنے رکھ لیجیے آج چارگنا crime rate جس دن انہوں نے کہا تھا میرا آنے کا یہ مقصد ہے کہ میں لاء اینڈ آرڈر کو ensure کروں گا اور speedy justice provide کروں گا۔ اس ریٹ کو سامنے رکھ لیجیے، حکومت کے اپنے facts and figures کو سامنے رکھ لیجیے۔ آج اس کا اور آج کا فرق چارگنا ہے۔ ان سات سالوں میں four time بڑھ چکا ہے۔ اس کے باوجود یہ کہتے ہیں "یہ چمن ہے ہمارا تمہارا نہیں"۔ آپ عوام کو کیا security دیں گے آپ پارلیمنٹ میں داخل ہوتے ہیں کہ یہاں پر کوئی خودکش داخل نہ ہو جائے۔ آپ کے لاجز میں کوئی سیکورٹی نہیں ہے۔ جب ان دو جگہوں پر، دو اہم جگہوں پر سیکورٹی کا یہ عالم ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر کامران مرتضیٰ: پورے ملک میں لوہے کے دروازے لگوا دیجیے۔ وہ لوہے کے دروازے جو آپ نے لاجز میں لگوائے ہیں پورے ملک میں لگوا دیجیے۔ وہ رکاوٹیں جو آپ نے اس پارلیمنٹ کو بچانے کے لئے کھڑی کی ہیں اس کو پورے ملک میں لگوا دیجیے۔ جو سہولت مجھ کو حاصل ہے اس کو پورے ملک کے عام لوگوں تک پہنچا دیجیئے۔ اگر عام لوگوں تک پہنچ گئی تو ٹھیک ہے پھر یہ مسئلہ نہیں ہوگا۔ یہ سیکورٹی میری بہن کو نہیں چاہیے، یہ مجھے سیکورٹی نہیں چاہیے۔ جناب چیئرمین! یہ سیکورٹی صرف آپ کو نہیں چاہیے۔ یہ سیکورٹی، یہ امن کی صورت حال اس ملک کے ہر آدمی کو، اس ریڑھی والے کو بھی چاہیے، اس پھل بیچنے والے کو بھی چاہیے، اس پرچون کی دکان والے کو بھی چاہیے۔ کم از کم اس حد تک کروا لیجیے، ان کو بھی لوہے کے گیٹ لگوا دیجیے پھر آپ سے کوئی گلہ نہیں کرے گا۔

جناب والا! امن کی صورت حال، بلٹ پروف گاڑیاں مجھے بھی منگوا دیجیے جو پچیس پچیس آپ منگواتے ہیں، اپنے لیے منگوائیے، اس ملک کے ریڑھی والے کے لیے بھی منگوائیے۔ پھر کسی کا کوئی problem نہیں رہے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، میڈم no cross talk اس کے بعد آپ سپیکر ہیں تیاری کیجیے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب والا! جب کسی معاشرے میں، کسی ملک میں امن و امان کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی دو وجوہات ہوتی ہیں۔ پہلی وجہ اس کی بے روز گاری ہے۔ دوسری وجہ وہ رویہ ہوتا ہے وہ law کو violate کرنے کا رویہ ہوتا ہے۔ بے روزگاری کے بارے میں تو آپ کہتے ہیں، دعا دیجیے 9/11 کو کہ وہاں پر وہ واقعہ ہوگیا اس کے بعد امریکہ نے اور دوسرے ملکوں نے خزانے کی بوریاں کھول دی ہیں اور آپ نے کہا کہ حالات ٹھیک ہو جائیں گے، ڈالر کا سیلاب آجائے گا۔ سیلاب وہ تو نہیں آیا یہ سیلاب آیا جو آج کل چل رہا ہے۔ بے روزگاری تو ختم نہیں ہوئی۔ آپ دیکھیے کہ یہ ایک رویہ ہے، لوگ یہ جرم کیوں کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! اگر آپ Constitution کو توڑیں اور میں کسی statute کو توڑوں تو اس میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ اگر کسی معاملے میں آپ کو indemnity مل جائے اور آپ ایک mother document کو توڑیں، اس کو violate کریں گے تو میں جب کسی اس سے چھوٹے document کو violate کروں گا تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر Supreme Court اس کو indemnity دے گی جس نے بڑا قانون توڑا تھا تو چھوٹا قانون توڑنے والے کے لیے کوئی problem نہیں ہے۔ جناب! یہ رویہ اس ملک میں ہے۔ یہ رویہ سکندر مرزا سے شروع ہوا، جنرل ایوب خان، جنرل یحییٰ خان اور موجودہ جنرل صاحب تک آیا۔ ان سب نے قانون توڑا تھا، ان سب نے آئین کو پامال کیا تھا، جب آئین پامال ہو گیا تو قانون پامال ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ پھر آپ کیوں کہتے ہیں کہ اس نے فلاں فلاں چیز کی خلاف ورزی کی ہے۔ بنیادی چیز وہ رویہ ہے۔ پانی اوپر سے گندہ آتا ہے۔ نیچے پانی اگر گندہ ہو گا تو آپ اس کو صاف نہیں کر سکتے۔ پانی اوپر سے گندہ آرہا ہے، اگر اس کو صاف کرنا ہے تو پانی کو اوپر سے صاف کیجیے، نیچے سے پانی

صاف نہیں ہو گا۔

جناب! میں نے کہا تھا چونکہ میں last speaker ہوں، میں نے اپنے دس منٹ پورے نہیں کیے جناب! میں باقی چیز پوری کر لوں گا اس میں ایک دو منٹ رہتے ہیں۔ میں وہ بات پوری کروں گا کہ recently ایک agreement ہوا ہے between Government of Pakistan and Port of Singapore sir. آپ نے بھی پڑھا ہوگا، ہم نے بھی پڑھا ہے اور لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہاں سے چالیس ارب ڈالر سالانہ آمدنی متوقع تھی جس کو انہوں نے دو تین ارب ڈالر سالانہ کے against Port of Singapore کو دے دیا ہے اور چالیس سال کے period کے لیے، جس period کے لیے آج تک کسی پورٹ کا کوئی agreement نہیں ہوا اور اس میں جناب! انہوں نے جو سب سے بڑی بات کی ہے کہ provincial taxes and local taxes کو waive کر دیا ہے جو اس گورنمنٹ اور وفاق کا اختیار نہیں تھا۔ جناب! میری عرض یہ ہے کہ جب رویے یہ ہوں کہ آپ صوبوں، ضلعوں یا اس سے بھی چھوٹی جگہوں کے حقوق usurp کرتے ہیں اور لوگ بھی وہی رویہ اختیار کرتے ہیں اور crime کرتے ہیں تو لوگوں کو گلہ نہ کیجیے، اپنے رویوں کو درست کیجیے۔ آپ کی بہت مہربانی، بہت شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ کامران۔ سینیٹر پری گل صاحبہ۔

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین صاحب! آپ کا بہت شکریہ کیونکہ اس سے پہلے میرے colleagues نے کافی تقریریں کی ہیں تو میں law and order کے بارے میں زیادہ نہیں کہوں گی کیونکہ بار بار وہی repeat کرنا تو اچھی بات نہیں ہے اور وقت بھی ضائع ہوگا۔ جناب چیئرمین صاحب! جس طرح میرے سینیٹرز بھائیوں نے law and order کے بارے میں تقریریں کیں اور بہت کچھ کہا مگر افسوس کی بات ہے کہ کسی نے بھی اتنی زحمت نہیں کی کہ کم از کم ان پولیس والوں کے لیے دعا کریں، ویسے تو ہر کسی کے لیے فاتحہ خوانی کرتے ہیں مگر انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ وہ بھی ہمارے لوگ ہیں جو شہید ہوئے۔ میرا خیال ہے کہ کسی نے اس House میں یہ الفاظ نہیں کہے کہ ان کے لیے بھی دعا کی جائے۔ کتنے افسوس کی بات

ہے کہ جنہوں نے ہمارے لیے اپنی جانوں کی قربانی دی، ہم ان کے لیے دو لفظ دعا کے بھی نہ کریں تو ہمارے دوسرے قوم کے رکھوالے کیا سوچیں گے کہ ان کے لیے جتنی بھی قربانی دو حتیٰ کے شہید بھی ہو جاؤ تو اسمبلی میں کوئی یہ بھی نہیں کہتا کہ فاتحہ پڑھیں۔ جناب چیئرمین صاحب!---

جناب ڈپٹی چیئرمین، مولانا راحت حسین صاحب! اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے ہوئے جو لوگ اپنی زندگی گنوا بیٹھے---

سینیٹر آغا پری گل، پہلے دعا کرنی چاہیے پھر میں دو تین لفظ کہوں گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی بابر اعوان صاحب۔ آپ دعا سے پہلے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، جی - جناب چیئرمین! میں دعا سے پہلے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری پارٹی کے چھ کارکن جن میں سولہ سال سے اکیس سال کے لڑکے تھے ان کو unknown لوگوں نے اٹک میں، پھر بعد میں پرچہ بھی ہوگیا، ان کو بھی دعا میں شامل کرلیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، سب کو شامل کرلیں، سب مسلمان ہیں۔ جی مولانا راحت صاحب دعا کرائیں۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ - آج کے دن ہمیں یہ یاد آیا۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، پہلے گورنمنٹ کو یاد نہیں آیا۔

سینیٹر آغا پری گل، کیوں نہیں گورنمنٹ کو یاد آئے گا۔-------

جناب ڈپٹی چیئرمین، رحیم مندوخیل صاحب! دعائے مغفرت کے بعد آدمی خاموشی سے سنتا ہے -

سینیٹر آغا پری گل، نہیں جناب چیئرمین! گورنمنٹ کو یاد آیا تو آپ کو یاد دلایا۔ آپ تو سوئے ہوئے تھے - آپ نے یہ بھی زحمت نہیں کی کوئی بھی وہاں پر مرغی قتل ہو یا مر

جائے تو آپ کہتے ہیں ہاتھ اٹھاؤ اور دعا کرو۔ سب دعا کرتے ہیں ۔ کرتے ہیں سب دعائیں' جب بھی وہاں سے کہا جاتا ہے کہ ہمارا فلاں مولانا مر گیا----

جناب ڈپٹی چیئرمین، مولانا جلدی فوت نہیں ہوتے ۔

سینیٹر آغا پری گل، نہیں' جناب چیئرمین! وہ بھی ہمارا اپنا خون اور لخت جگر ہے ۔ اگر وہ مر جائے یا شہید ہو جائے تو نکتہ اعتراض پر اٹھ جاتے ہیں تو یہاں پر کیوں نہیں اٹھے؟ اب رحیم کہتا ہے کہ وہ تو گورنمنٹ ہے۔ گورنمنٹ کبھی بھی یہ نہیں چاہتی کہ دہشت گردی ہو ۔ ساری چیزیں گورنمنٹ پر نہ ڈالیں۔ شروع سے اس ملک میں اسی طرح ہوتا آ رہا ہے ۔ یہ آج کی بات نہیں ہے۔ جو بھی شہید ہوگا ہمارا ہی نقصان ہوگا۔ کیوں ہم ایک دوسرے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ کیوں ہم ایک دوسرے کو مار رہے ہیں۔ ہم سب اس بات کو سوچیں۔ آپ لوگ جب بھی گورنمنٹ کا کوئی شہید ہو جاتا ہے تو مذاق اڑاتے ہیں ' یہ بری بات ہے ۔ موت سب کے لیے ہے۔ اللہ کسی کو ایسی موت نہ دے کہ بندہ ' بندے کو مارے ۔

جناب! یہ اکثر ایسا بہانہ مانگتے ہیں کہ گورنمنٹ پر ایسی کوئی بات کریں جس سے حکومت بدنام ہو ۔ جناب! وہ کونسی حکومت ہے جو اپنی بدنامی چاہے گی۔ کوئی بھی حکومت یہ نہیں چاہتی۔ جناب! سب برابر ہیں ، مسلمان ہیں ، کوئی بھی ہمارا بندہ شہید ہوتا ہے یا قتل ہو جاتا ہے تو یہ ہم سب کا نقصان ہے۔ کسی ایک بندے کا نقصان نہیں ہے ۔ صرف لوگ اپنی لیڈری چمکانے کے لیے بات کرتے ہیں۔ جمالی صاحب ! آپ کو علم ہے جب پہلے زمانے میں ہم لوگ حکومت کے خلاف بولتے تھے تو باہر نکلتے ہی گرفتار ہو جاتے تھے ۔ آج کل تو آپ لوگوں کو اتنی آزادی ہے کہ صدر کو بھی برا بھلا کہتے ہیں اور پھر بھی خیریت سے گھر پہنچ جاتے ہیں۔ یہی جمہوریت ہے -----

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین ، جی رحیم مندوخیل صاحب مداخلت نہ کریں آپ تو سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ وہ خاتون ممبر ہے ان کو تقریر کرنے دیں۔

سینیٹر آغا پری گل، جناب! رحیم کو problem اس لیے ہوتا ہے کہ یہ اکثر یہی

چاہتا ہے کہ حکومت کو دباؤ میں رکھو ۔ حکومت کو دبائے رکھو ۔ ان کا اصول ہے اگر حکومت چاہے جتنی بھی قربانی دے یہ کبھی بھی خوش نہیں ہوں گے۔ کبھی بھی خوش نہیں ہوں گے۔ یہ بلیک میل پر اترے ہوئے ہیں۔ ابھی ہمارے ایک سینیٹر نے کہا کہ حکومت resign کرے۔ کیوں resign کرے ؛ جو resign بولنے والے ہیں وہ آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں اور ہماری طرف دیکھ رہے ہیں۔ انہوں نے قوم کے ساتھ وعدہ کیا تھا' resign آج تک انہوں نے نہیں دیا۔ کیوں نہیں کیا ؛ یعنی آپ سوچیں [xxx] آخر اللہ نے اس کو ایک قوت دی ہے ۔ ایک مرد ہے بھری محفل اور پوری اسمبلی کے سامنے کہتا ہے کہ میں resign کر رہا ہوں اور ہماری پوری اسمبلی کے ممبرز resign کریں گے۔ سارے بیٹھے ہوئے ہیں' کوئی بھی resign نہیں کر رہا۔ وہ وردی کیوں اتارے' اس کو اللہ نے وردی دی ہے' اس نے اپنی محنت سے حاصل کی ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ law and order پر آجائیں۔

سینیٹر آغا پری گل، آج میں اس کو ایسی بات کہوں-----

جناب ڈپٹی چیئرمین، میڈم! یہ آپ کو distract کر دیتے ہیں اور آپ ان کی disruption میں آجاتی ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل، میں اس کو بہت زیادہ serious بندہ سمجھتی تھی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، کس کو؟

سینیٹر آغا پری گل، یہی جو بنگزئی ہے۔اگر آج یہ وردی کے بارے میں بات کر رہا ہے اور اگر میں اس کے dress کے بارے میں بات کروں تو اس کو کیسا لگے گا۔ ان بےچاروں کو چار سال ہو گئے ہیں وردی وردی' وردی' مر جائیں گے تو بھی وردی ہی ان کے خیال میں آئے گی' کفن میں بھی ان کو وردی ہی نظر آئے گی' جب ان کو دفن کریں گے تب بھی ان کو وردی ہی نظر آئے گی۔ یہ ان کی خواہش پوری کبھی بھی نہیں ہو گی۔ جس

\+ [(xxx)Words expunged by the orders of Mr. Deputy Chairman.]

بندے نے اس ملک کے لیے اتنا کچھ کیا ہے تو اب آپ لوگ برداشت کرو، آپ لوگوں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ آپ لوگ کیسے law and order کی باتیں کرتے ہیں، آپ لوگوں کے اپنے دور میں کیا ہوا تھا اور کیا نہیں ہوا تھا۔ یہاں تک کہ ----

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، میڈم! آپ اِدھر مخاطب ہوں۔ آپ لوگ میڈم کو distract نہ کریں۔

سینیٹر آغا پری گل، آرام سے رہو، سنو، مجھے بھی بولنا آتا ہے جب میں بولوں گی تو پھر پریشان ہو جاؤ گے۔ انہوں نے اپنے دور میں کیا کیا تھا، انہوں نے عورتوں کی چادریں تک نہیں چھوڑیں، اپنے دور میں وزیر اعظم کا بھائی دروازے پر قتل ہوا، اپنے دور میں انہوں نے روٹی کپڑا اور مکان، ملک سنوارو قرض اتارو بول کر ہمارے نوجوانوں کی زندگیاں برباد کی ہیں۔ انہوں نے کتنے ہی جوانوں کا خون کیا ہے۔ یہ جتنے بھی لوگ گیس میں contract پر لائے صرف اپنے آپ کو چمکانے کے لیے۔ ان کو مستقل لگاتے، تم لوگوں نے contracts پر کیوں لگائے، تم لوگوں نے قوم کی بربادی کی ہے، تم لوگوں نے قوم کے ساتھ غداری کی ہے، آج تک وہ بچے بے چارے------

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، رضا صاحب ان کو سنیں۔ ان کے دو منٹ اور رہ گئے ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل، یہ بے چارہ بھی پریشان ہے، پریشان ہونے دو، اس کو ہر وقت وہ پشتو میں کہتے ہیں "چینچے" ہے۔ آرام سے رہو۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، میڈم! آپ بات کریں، distract نہ ہوں۔

سینیٹر آغا پری گل، یہ بے چارہ پریشان ہے، دراصل یہ رو رہا تھا، رو رہا تھا اور کچھ حاصل نہیں ہوا۔ دراصل جب بچوں کی بات آتی ہے، جتنے نوجوانوں کا انہوں نے قتل کیا، جتنے نوجوانوں کو انہوں نے دھوکا دیا ہے-------

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، نہیں جی please اس بحث میں نہ پڑیں۔ رضا صاحب ابھی بحث میں نہ پڑیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، ان نوجوانوں کا قتل جنرل نے خود کیا۔۔۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، مہربانی کریں رضا صاحب آپ اس بحث میں نہ پڑیں۔

(مداخلت)

سینیٹر رضا محمد رضا، [xxx]

سینیٹر آغا پری گل، [xxx]

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، رضا صاحب بیٹھیں تو سہی۔ میڈم! آپ تقریر کریں۔

سینیٹر آغا پری گل، اس کو یہاں سے نکالیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، ادھر میری طرف دھیان دیں۔بحث مت کریں، cross talk بند کریں۔ رضا صاحب چھوڑیں، یہ کیا ہے۔ میڈم پری گل آپ اِدھر تقریر کریں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، [xxx]

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی، یہ خاتون کے ساتھ غلط گفتگو کر رہے ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل، [xxx]

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، میڈم پری گل آپ اپنی تقریر مکل کریں۔

سینیٹر آغا پری گل، [xxx]

[(xxx) Words expunged by the orders of Mr. Deputy Chairman.]

جناب ڈپٹی چیئرمین، وہ الفاظ نہیں ہیں' they are not part of the speech,
بس بھی کریں۔ نہیں، نہیں، میڈم پری گل آپ تقریر کریں۔ I think, we should not
پری گل آپ آئیں ۔ come down to that, please, madam I give the floor to the
Leader of the Opposition, please, دو منٹ بیٹھ جائیں۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیرالدین بابر اعوان، یہ بڑی غلط زبان استعمال ہوئی ہے' گالیاں حذف کریں۔

Mr . Deputy Chairman: Anything which is against the parliamentary language, it stands expunged, expunge
ہو رہی ہیں' یہ ہم Senators کا decorum نہیں ہے' نہ یہ Senate کا ہے' we don't come
down to that آپ تشریف رکھیں، آپ بیٹھیں۔ Leader of the House بات کریں،
ایک منٹ بیٹھ جائیں۔ جی۔

Senator Mian Raza Rabbani: Bring the House in order.

Mr. Deputy Chairman: Please, sit down.

سینیٹر آغا پری گل، [xxx]

Mr. Deputy Chairman: Please, madam
ایک منٹ بیٹھ جائیں۔ ولی باد ینی صاحب! بیٹھ جائیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! دیکھیں اگر اس طرح کی بات ہو گی تو پھر یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے' [xxx] یہ House ہے یا[xxx] بنا دی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، نہیں، نہیں this is very wrong, کوئی چیز ایسی نہیں ہو گی جو against the decorum ہے' وہ نہیں ہو گی۔

Senator Mian Raza Rabbani: I am standing there, I have seen, what you, are you convicing to listen?

\+ [(xxx)Words expunged by the orders of Mr. Deputy Chairman.]

سینیٹر آغا پری گل، [xxx]

Mr. Deputy Chairman: This is very bad

میڈم پری گل بیٹھ جائیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، [xxx] آپ کہہ رہے کہ یہاں پر کچھ نہیں ہو رہا ہے۔

سینیٹر رضا محمد رضا، بلوچوں کا قاتل ہے، پشتونوں کا قاتل ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، دیکھیں، اس بحث میں نہ پڑیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، اس نے قتل کیے ہیں، ہمارے بے گناہ لوگوں کو قتل کیا ہے، پوری دنیا کو قتل کیا ہے، پوری قوم کو قتل کیا ہے، آپ کیا بولتی ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل، ڈاکوؤں کا قاتل ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، میڈم پری گل آپ آرام سے بیٹھیں۔ آپ بٹھائیں تو سہی۔ کامل آغا صاحب! جی۔

سینیٹر کامل علی آغا، میری گزارش یہ ہے کہ دونوں طرف سے---

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی۔

سینیٹر کامل علی آغا، رضا صاحب نے ایک بات جو بڑی غلط کہی پھر ظاہر ہے اس پر reaction ہوا ہے کہ خاتون بول رہی ہیں اور ہماری معزز رکن ہیں اور ہمارا ان کے ساتھ بڑا تکریم کا رشتہ ہے، ہماری بہن بھی ہیں۔ ان کو یہ نہیں کہنا چاہیے تھا کہ [xxx]

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! معذرت کے ساتھ آغا صاحب بات کو turn نہ کریں۔

سینیٹر کامل علی آغا، دونوں طرف سے جو ایسی باتیں ہوئی ہیں، ان کو expunge کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، Expunge بھی کیا جاتا ہے اور please, decorum رکھیں، آپ لوگ ایک دوسرے کی عزت کریں گے تو اس House کی عزت بنے گی۔ اس

+ [(xxx)Words expunged by the orders of Mr. Deputy Chairman.]

طریقے سے نہیں چلے گا' Senate کا طریقہ کبھی ایسا نہیں رہا ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا، میرا خیال ہے کہ ہمارے اس House کا یہ طریقہ کار نہیں ہونا چاہیے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، کبھی بھی نہیں رہا ہے' آپ verbatim اٹھا کر دیکھیں کہ شروعات کہاں سے ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، صبر سے بیٹھیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! غلط بات نہیں ہے' یہ بالکل صحیح بات ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ یہ دیکھیں کہ شروعات کہاں سے ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، میڈم please, دو منٹ بیٹھ جائیں' اسمٰعیل بلیدی صاحب بھی تھک گئے ہیں۔ Please, بیٹھ جائیں' تشریف رکھیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین! you can't control the House to prohibit....

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ بیٹھ جائیں' نہیں' please بیٹھ جائیں۔ Please, آپ دونوں حوصلہ کریں' حوصلے سے بیٹھ جائیں۔ ڈاکٹر اسمٰعیل بلیدی صاحب please, take the floor کامل آغا صاحب! please, بیٹھ جائیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، جی بیٹھ رہا ہوں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب چیئرمین----

Mr. Deputy Chairman: Sorry for this unfortunate. Please, بیٹھ جائیں' آپ remark نہ دیں' خاتون ہیں' please, بیٹھ جائیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، Chief Whip صاحب۔ آپ بیٹھ جائیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین! یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے۔

Mr. Deputy Chairman: It is very unfortunate.

سینیٹر میاں رضا ربانی، آپ یہاں پر اس طرح latitude دیتے جائیں، یہاں پر ہر ایک member کی عزت برابر ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، بالکل جی I agree دونوں سے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، میں یہاں آغا صاحب کے ساتھ تھوڑا سا disagree کرتا ہوں، جناب! اگر ابتدا سے دیکھیں تو بات کہاں سے شروع کی گئی، ہم سب خاموش بیٹھے رہے کہ وہ ہماری بہن ہیں، ان کا ایک تقریر کرنے کا طریقہ کار ہے، اس رو میں وہ بہت سی باتیں کہہ جاتی ہیں، اس کو House برداشت کر لیتا ہے۔ ابھی جس طریقے سے یہ بات آگے چلی ہے، میں کسی کو condemn نہیں کرتا لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس کے بعد جو gestures کیے گئے جو [xxx] زبان استعمال کی گئی جناب چیئرمین! میں نہیں سمجھتا کہ وہ مناسب چیز ہے لیکن افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ یہ ایک روش بنتی جا رہی ہے، چاہے وہ اسمبلی کے پارلیمان کے اندر ہو، چاہے وہ پارلیمان کے اندر ہو چاہے وہ پارلیمان سے باہر ہو۔ یہ حکومت کی طرف سے ایک روش بنتی جا رہی ہے کہ اس طرح سے bulldoze کر دیا جائے۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ مجھے رضا ربانی صاحب کا اور تمام ممبران کا بڑا احترام ہے لیکن میں ایک گزارش کرنا چاہوں گا کہ دیکھیں ایک جو طریقہ کار ہے اس کے مطابق میں سمجھتا ہوں کہ interruption نہیں ہونی چاہیے کسی قسم کی۔ جب interruption ہو گی تو پھر سارا معاملہ no limit پر چلا جاتا ہے اور یہ معاملہ اگر ابتدا میں آپ دیکھیں تو رضا محمد رضا صاحب میرے لیے قابل احترام ہیں، انہوں نے interruption کر کے اس بات کو اس نہج پر لے جانے کی کوشش کی کہ دوسری طرف سے بھی اس کا جواب ملے۔ ظاہر ہے جب cross-talk ہوگی اور رضا محمد رضا صاحب کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ Chair کی طرف دیکھنے کی بجائے speaker کی طرف دیکھ کر بات کرتے ہیں۔ یہ ان کو سمجھا دیں۔ میاں صاحب میرے لیے قابل احترام ہیں۔ یہ طریقہ کار اس قسم کے واقعات کو initiate کرتا ہے---

+ [(xxx)Words expunged by the orders of Mr. Deputy Chairman.]

جناب ڈپٹی چیئرمین، رضا صاحب ان کو بات مکمل کر لینے دیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، میرے لیے وہ بھی قابل احترام ہیں آپ بھی ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب آپ ریکارڈ دیکھ لیں پشتو کی جو مغال دی وہ پہلے اس side سے دی گئی۔

سینیٹر کامل علی آغا، میں کہتا ہوں زیادتی دونوں طرف سے ہوئی ہے لیکن ابتداء اگر آپ کہتے ہیں تو ابتدا جو طریقہ کار اس ہاؤس کا ہے، جو تقدس اس ہاؤس کا ہے وہ اس بات کی کبھی اجازت نہیں دیتا کہ کوئی بندہ کسی بھی تقریر کے دوران، آپ آج کا ریکارڈ دیکھ لیں، اپوزیشن کی تمام تقاریر ہم نے بیٹھ کے سنی ہیں۔ کسی تقریر کے دوران interruption نہیں ہوئی۔ اگر میری بہن کی طرف سے کوئی interruption ہوئی ہے----

سینیٹر میاں رضا ربانی، ہم نے کونسی interruption کی ہے؟

سینیٹر کامل علی آغا، Interruption بھی اس طریقے سے کہ speaker کی طرف دیکھ کے بات کی جائے تو یہ طریقہ کار اس قسم کے معاملات کو initiate کرتا ہے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, he was looking at you.

پشتو کی جو مغال دی گئی وہ پہلے ادھر سے دی گئی۔

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: Leader of the Opposition and Chief Whip, please leave this till tomorrow.

ہم بیٹھ کے بات کر لیں گے۔

Senator Kamil Ali Agha: Sir, Leader of the Opposition

اپنی تقاریر کے دوران جو مرضی کہیں لیکن یہاں سے interruption نہیں ہو گی۔ آپ بھی اپنے ممبران کو کہیں کہ interruption نہ کریں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب کونسی interruption ہوئی ہے مجھے یہ بتائیں نا۔

سینیٹر کامل علی آغا۔ جناب speaker کی طرف منہ کرکے بات کرنا یہ میں سمجھتا ہوں سب سے بڑی زیادتی ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب speaker کو یہ کونسا نہیں دیکھ کر بات کر رہے۔

(مداخلت)

Mr . Deputy Chairman: Leader of the Opposition and Chief Whip

بعد میں مجھے مل لیں پھر دیکھ لیں گے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، نہیں ملنے کی کیا بات ہے؟ یہ تو ان کا وتیرہ بن گیا ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا، اس بات کو expunge کریں جی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، یہ total کارروائی جو ہوئی ہے وہ تو بالکل I have expunged. سینیٹ کا ایک decorum ہے وہ ہم maintain کریں گے، ایک وقار ہے وہ ہم maintain کریں گے اور سینیٹ کا ایک ماحول ہے وہ ہم بگڑنے نہیں دیں گے۔ یہ بالکل اصولاً بات ہے۔ Next time ایسا Chair action کو نہ لینا پڑے کہ ممبروں کو باہر بھیجنا پڑے ہاؤس سے. that will be very unfortunate for the House. جی ڈاکٹر اسماعیل بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب چیئرمین! بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور یہ جو ابھی واقعہ ہوا، مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ سینیٹ کے ریکارڈ میں اس طرح کے واقعات نہیں ہوتے ہیں اور ہم نے ایک طریقہ کار برقرار رکھا ہے سینیٹ میں اور ہم میں ہر ایک کو سننے کا اور برداشت کرنے کا مادہ ہونا چاہیے اور ایک دوسرے کا احترام بھی ہونا چاہیے ۔ اور اس طرف سے ہو یا اس طرف سے ہو، تقریر کے دوران مداخلت، اس طرف سے اگر مداخلت ہوئی تو ان میری بہن کو بھی برداشت کرنی چاہیے تھی لیکن خیر اگر اس نے برداشت نہیں کیا تو اس طرف سے برداشت ہونی چاہیے تھی کیونکہ وہ ایک خاتون ہیں اور ہمیں ان کا زیادہ احترام ہونا چاہیے۔ بہرحال جو بھی ہوا میں سمجھتا ہوں کہ ان کو آپ ریکارڈ سے حذف کریں اور جو ناشائستہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں، مجھے بہرحال بہت افسوس ہے۔

جناب چیئرمین! جو law and order کے متعلق آج بحث جاری ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہم کس سے law and order کی بات کریں کہ وہ law and order کو maintain کریں یا Law and Order کو بہتر کریں۔ ہم کس سے بھیک مانگیں، کس سے ہم یہ مطالبہ کریں۔ وہ بااختیار forum یا بااختیار شخص کونسا ہے کہ ہم کہیں کہ آپ اس ملک میں law and order کو برقرار رکھیں۔میرا علاقہ تربت ہے، میں کل وہاں سے آ رہا ہوں۔ وہاں ایک بندے زاہد ولد حاجی یعقوب کو ایک ہفتے سے اغوا کیا گیا ہے اور وہ مطالبہ کر رہے ہیں پچاس لاکھ کا کہ اگر پچاس لاکھ نہیں دیں گے جناب چیئرمین! ہم اسے قتل کریں گے۔ جناب چیئرمین ہاؤس کو آرڈر میں لائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی پلیز۔ یہ پچاس لاکھ کس نے مانگا ہے؟

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جن لوگوں نے زاہد ولد حاجی یعقوب کو اغوا کیا ہے، وہ "باڑی" میں لے گئے۔ پچاس لاکھ کا مطالبہ کیا کہ اگر پچاس لاکھ نہیں دیں گے، ہم اسے قتل کر کے اس کی لاش لائیں گے۔ میں خود اس کے گھر گیا تھا۔ میں نے آئی جی بلوچستان سے بات کی، میں نے ڈی آئی جی جو گوادر میں بیٹھتا ہے، اس سے بات کی۔ سب سے میں نے بات کی۔ جو لے گئے ہیں، انہوں نے خود ایس پی کو فون کیا تھا کہ ہم لے گئے ہیں، اگر آپ ہمارے خلاف operation کریں گے تو آپ بھی تربت میں نہیں بیٹھیں گے۔ جناب چیئرمین! آپ کے ادارے اتنے بےبس ہیں کہ انہوں نے ایک معصوم بچے کو اغوا کیا ہے اور وہ دیکھ رہے ہیں ایک ہفتے سے۔ اس کے باپ کو میں نے دیکھا۔ اس کی والدہ کو میں نے دیکھا ہے۔ وہ رو رہے تھے۔ تو ہم یہاں کیا بحث کریں۔ ہم کس سے کہیں کہ law and order کو بہتر کریں اور یہ جو منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہیں، میرے خیال میں جو موجودہ صورت حال ہے پاکستان کے لاء اینڈ آرڈر کی ، ان کو اخلاقی طور پر استعفٰی دینا چاہیے تھا ، بجائے اس کے کہ وہ wind up کریں۔ وہ باقاعدہ اٹھ کر اس forum پر کہتے کہ میں استعفٰی دیتا ہوں اور یہ کہ اخلاقی طور پر میں اس position میں نہیں ہوں۔ جب ملک کا law and order بہتر کرنے کی مجھ میں قوت یا وہ اختیارات نہیں ہیں، تو میں کیوں اس کرسی پر بیٹھوں۔ جناب چیئرمین! یہاں جتنے

فیصلے ہوتے ہیں، ان فیصلوں کا آپ کے وزیر داخلہ کو بھی پتا نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! یہ ہمارے وزیرمملکت بھی بیٹھے ہوئے ہیں ، ان کو بھی پتا نہیں ہے کہ یہاں کیا ہوتا ہے ۔ آج کے اخبار میں دیکھیں۔ اس میں امریکی کمانڈر نے بیان دیا ہے ۔ جناب چیئرمین! یہ بیان ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، عینک پہن کر پڑھ لیں ۔ عینک بھول گئے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، کارروائی کرنے سے قبل بادشاہ سے پوچھنا امریکی فوج کے لیے ضروری نہیں ہے۔ یعنی امریکی کمانڈر کہہ رہا ہے کہ جہاں بھی ہم operation کرتے ہیں تو افواج پاکستان سے، پاکستانی ایجنسی سے پوچھنے کے ہم پابند نہیں ہیں۔ جب یہ ملک امریکہ کا ہے اور اس ملک میں امریکی اپنے طریقے سے operation کرتے ہیں تو یہ دیکھا جائے کہ یہ خودکش حملے ہو رہے ہیں اور یہاں جو law and order کی situation اتنی خراب ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں۔ آپ جائیں، وہ کہتے ہیں کہ پوری دنیا میں law and order کی situation خراب ہے۔ آپ ایران جائیں، دیکھیں۔ مجھے وہاں کے figures کا پتا ہے۔ کون سی فرقہ واریت ہے ایران میں۔ بالکل امن و امان ہے۔ بنگلہ دیش میں، جو figure یہاں ہے۔ جو figure ہمارے ساتھیوں نے بتائی صوبے کی کہ اتنی اتنی واردات ہوئی ہیں۔ تو آپ بنگلہ دیش جائیں۔ سعودی عرب جائیں۔ قطر، بحرین جائیں۔ امریکہ جائیں۔ امریکہ میں کسی کی جان و مال کے تحفظ کا کوئی مسئلہ نہیں ہے ۔ سارے اطمینان سے بیٹھتے ہیں، کام کرتے ہیں ، کاروبار کرتے ہیں۔ اگر امریکہ کے مفادات کو یہاں خطرہ ہے، امریکہ غنڈہ گردی کر کے یہاں مداخلت کر رہا ہے جناب چیئرمین! ان کو ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ یہ ایک آزاد ملک ہے۔ ادھر عوام آزاد ہیں لیکن ہمارے حکمران غلام ہیں۔ جب ہمارے حکمران غلام ہیں اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے، وہ امریکہ کی سب کچھ ماننے کے لیے تیار ہیں۔ اب یہ جو مدرسے پر حملہ ہوا، پاکستان کہتا ہے کہ میں نے بمباری کی ہے، امریکہ کہتا ہے میں نے کی ہے اور وزیرستان میں جو کچھ ہو رہا ہے ، بلوچستان میں جو ہزاروں کارکنوں کو گرفتار کر رہے ہیں، وہاں operation جاری ہے اور ایسے ایسے workers کو اٹھا کر لے جا رہے ہیں کہ چھ چھ مہینے تک پتا نہیں چلتا کہ کہاں ہیں۔ نہ اسے کوئی موقع دیا جاتا ہے کہ وہ کوئی وکیل کر سکے۔ عدالت میں

لائے۔ جناب چیئرمین ! یہ غضب ہے اور یہ ایک دفعہ نہیں دس دفعہ law and order situation یہاں زیر بحث آیا ہے تو فرق کیا پڑا ہے؟ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں فرد واحد کے بغیر جتنے بھی ادارے ہیں' ان کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ صرف پریذیڈنٹ آف پاکستان بااختیار ہے۔ جو کرنا چاہتا ہے' یہ کرتا ہے۔ تو اس لیے خدا را ' یہ جو law and order situation ہے' وزیر داخلہ اسے ٹھیک نہیں کر سکتا ہے' کیونکہ ایجنسیاں خود کراتی ہیں۔ پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے جو میزائل پکڑے گئے' تو کس مائی کے لال میں یہ ہمت ہے کہ پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے میزائل لائے ۔ اس میں کون ملوث تھے؟ ان کو کیوں منظر عام پر نہیں لاتے ۔ ابھی وہ wind up کریں گے' وہ بتائیں کہ وہ کون لوگ تھے۔ ہمیں پتا ہے کہ وہ کون لوگ تھے۔اسے کیوں پتا نہیں ہے؟ جہاں مفتی کو مارا' مفتی جمیل الرحمٰن کو مارا کراچی میں' نشتر پارک میں ستر سے زیادہ لوگ شہید ہوئے ' ان کے ملزم کہاں گئے؟ کسی نے پتا کیا؟ وہ کون ہیں؟ اور ایک کور کمانڈر کو کراچی میں مارا' تین دن کے بعد اس کے ملزم پکڑے گئے۔ جو بے گناہ لوگ مارے جاتے ہیں ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ کیا یہاں غریب نہیں ہیں' یتیم نہیں ہیں' جن کے sources نہیں ہیں' جن کا کوئی سفارشی نہیں ہے' سب سینیٹر نہیں ہیں' سب وزیر نہیں ہیں۔ جن کا کوئی source نہیں ہے اس ملک میں ان کو اٹھا کر لے جاتے ہیں' ان کو قتل کرتے ہیں' تو کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ جہاں بھی وہ جائیں۔ جن کے پاس sources ہیں' جن کے پاس اقتدار ہے' جو غریب ہیں وہ مر جائیں ان کو کوئی بھی مارے' کوئی جا کر ان کے ساتھ زیادتی کرے لیکن کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! خدارا اس ملک کو آپ کہاں لے جا رہے ہیں۔ آپ خدا سے ڈریں' آپ مدارس اور مساجد پر چھاپے مار رہے ہیں۔ یہیں دہشت گرد ہیں۔ یہاں جو واقعات ہوتے ہیں آپ کے ہاں دنیا جہان کی ایجنسیاں ہیں' وہ لوگ کیا کرتے ہیں؟ اتنی پولیس ہے اور فوج بھی موجود ہے مگر پھر بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہاں کوئی گارنٹی نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں یہاں پر President کی protection کی کوئی گارنٹی نہیں ہے۔ آپ کے member of Parliament اور Parliament کی کوئی گارنٹی نہیں ہے۔ اپنے آپ کی protection اور امن و امان کو maintain رکھنے کے لیے آپ کے پاس کیا طریقہ کار ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہم بالکل فیل ہو

چکے ہیں۔ ہمیں امریکا کی طرح ایک الگ ادارہ بنانا چاہیے جو بالکل اس سے الگ تھلگ ہو۔ وزارت داخلہ سے law and order کے issue کو بالکل لیا جائے اور ان کو اس سے کوئی واسطہ نہ ہو۔ اس کے لیے کوئی الگ ادارہ بنایا جائے اور اس میں تمام Opposition اور حکومت کو مل بیٹھ کر اس پر فیصلہ کرنا چاہیے۔ یہ پورے ملک کا issue ہے۔ ہم بھی دہشت گردی کے مخالف ہیں۔ MMA دہشت گردی کو condemn کرتا ہے اور اس کی مذمت کرتا ہے۔ ہم اس کے خلاف ہیں لیکن یہ بات نہیں کہ کوئی داڑھی رکھتا ہے اور اس کے بارے میں کہا جائے کہ یہ دہشت گرد ہے۔ کوئی مدرسے میں نماز پڑھتا ہے اور کہا جائے کہ یہ دہشت گرد ہے۔ جو واقعات کرا رہے ہیں ان کو پتا بھی ہے لیکن ان کی پالیسی ہے کہ آپس میں لڑاؤ اور حکومت کرو۔ اگر یہ خود نہ کرائے تو ان کی کرسی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔

جناب چیئرمین! میری چند تجاویز ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو واقعات ہوتے ہیں کراچی میں، کراچی میں گاڑیوں کی اور موٹر سائیکلوں کی چوریاں ہوتی ہیں۔ باقاعدہ آپ کے SPs اور DIGs ان میں involve ہیں اور اس طرح کے کاروبار میں ملوث ہیں۔ انہوں نے آگے لوگ رکھے ہوئے ہوتے ہیں بلکہ ان کے لوگ اس ڈیوٹی پر مامور ہیں کہ واردات کرو اور آدھا حصہ ہمیں دو۔ یہ پیسا کما رہے ہیں۔ یہ اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ وزیر صاحب کو پتا نہیں ہے کہ پولیس والے کتنی کرپشن کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، دوسری رائے بھی دیں۔ ایک تو آپ کہتے ہیں کہ سرکاری ادارے ملوث ہیں خاص کر پولیس۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، میں کہتا ہوں کہ فوجی اپریشن جہاں بھی ہو اس کو بند کر دیا جائے۔ بلوچستان میں ہو یا جہاں بھی ہو بند کر دیا جائے۔ پاکستان میں امریکہ کی جو مداخلت ہے وہ بند ہو جانا چاہیے۔ امریکہ کو اپنے حد تک اپنے ملک میں رہنا چاہیے، ہمارے معاملات میں وہ مداخلت بند کر دے۔ اگر امریکہ کو کسی جگہ اعتراض ہو، پہلے ہماری ایجنسیوں سے NOC لے لیں۔ ان کو بتائیں کہ ہم فلاں جگہ اپریشن کرنا چاہتے ہیں لیکن امریکہ کو پاکستان نے کھلی چھٹی دی ہے کہ وہ جہاں چاہے اپریشن کرے ہم اس کے سامنے بے بس ہیں۔ ہماری کیا

مجبوریاں ہیں؟

دوسری بات یہ ہے کہ حکومت اور اپوزیشن کو اس مسئلے پر ایک کانفرنس کرنی چاہیے اور اس میں یہ دیکھنا چاہیے کہ ہم کون سے طریقے اپنائیں کہ اس ملک میں law and order کی صورت حال بہتر ہو جائے۔ امن و امان کے لیے باقاعدہ ایک الگ فورس ہو اور الگ ادارہ ہو کیونکہ یہ وزیر داخلہ کے بس کی بات نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر داخلہ اس لیے نہیں کرسکتا ہے کہ جتنے فیصلے ہوتے ہیں پتا نہیں یہ واشنگٹن میں ہوتے ہیں یا ایوان صدر میں ہوتے ہیں۔ اس بےچارے کو پتا نہیں ہوتا' ان کو تو صرف dictate کیا جاتا ہے کہ بھئی آپ یہ کر دیں۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے اور خدارا اس ملک کو بچانے کے لیے ہمیں کچھ کرنا چاہیے۔ اگر ملک توڑنا ہے اور یہ پروگرام بنایا گیا ہے تو لوگوں کو ذبح نہ کیا جائے بلکہ اس پروگرام کو چلایا جائے۔ میں صحیح کہتا ہوں کہ یہ چیزیں ختم کی جائیں اور میں آخر میں کہوں گا کہ

اپنی مٹی پر چلنے کا طریقہ سیکھو
سنگ مرمر پر چلو گے تو پھسل جاؤ گے

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Allama Abbas Kumaili sahib.

سینیٹر محمد عباس کمیلی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے آج پھر یہ موقع عطا کیا اور جس مسئلے پر گفتگو ہو رہی ہے یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ opposition کے لیے بھی اور treasury benches کے لیے بھی۔ بلکہ ملک میں بسنے والے ہر شہری کے لیے۔ یہ مسئلہ تمام پاکستانیوں کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ اسی پر ملک کی ترقی اور استحکام کا دارومدار ہے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ صرف اس ایوان میں بحث کر کے اور اظہار خیال کر کے اس مسئلہ کو ختم نہ سمجھا جائے بلکہ اس مسئلہ کو سنجیدگی سے لیا جائے۔ کم از کم اس بات پر تو اتفاق ہو گیا کہ دہشت گردی کا خاتمہ ہونا چاہیئے۔ دہشت گردی کو برداشت کرنے کو کوئی بھی تیار نہیں ہے۔ اس کا حل یہی ہے کہ ہم مل بیٹھیں اور

اس مسئلے کے انسداد کی کوششیں کریں۔

جیسا کہ مندو خیل صاحب نے کہا کہ یقیناً اس کا ایک سبب انتہا پسندی بھی ہے لیکن اس انتہا پسندی کو آج تک روکا نہیں گیا۔ اسے فروغ دیا گیا اور اسے صرف نظر کیا گیا۔ اس کے انسداد کی کوئی کوشش کبھی نہیں کی گئی۔ ہم نے اس دہشت گردی کے مسئلے law and order situation کو جو کہ موجودہ حکومت کو ورثہ میں یہ مسئلہ ملا ہے۔ ہم نے یا پچھلی کسی حکومت نے بھی سنجیدگی کے ساتھ اس کے انسداد کی تدابیر نہیں کیں۔ ہم نے وقتی، جزوی اور نیم دلانہ اقدامات کیے۔ یہ سبب ہے کہ یہ مرض پھیلتا چلا گیا۔ یہ کینسر پورے ملک میں پھیل گیا۔ ہم امریکہ کو برا بھلا کہتے ہیں۔ صحیح ہے بہت سارے معاملات میں مجھے بھی اختلاف ہے لیکن وہاں پر ایک واقعہ پیش آیا اور اس کے بعد پھر دہشت گردوں کی مجال نہیں ہو سکی کہ کوئی ایسا واقعہ وہاں پر پیش آئے۔ اس لیے کہ وہاں کی حکومت نے اس مسئلہ کو سنجیدگی سے لیا۔ ہماری حکومتوں نے، اس میں ماضی کی حکومتیں بھی شامل ہیں کسی نے اس مسئلہ کو سنجیدگی کے ساتھ نہیں لیا اور اس کے انسداد کی تدابیر نہیں کیں۔ آئیے ہم سنجیدگی کے ساتھ غور کریں جیسا کہ مندوخیل صاحب نے کہا کہ یہاں rule of law رہا ہی نہیں۔ میرے خیال میں rule of law تھوڑا بہت ہے لیکن وہ ہے rule of the might یا Might is right والی بات ہے۔ right is might والی بات کہیں نظر نہیں آتی۔ ہم جب تک right is might کے فلسفے کو نہیں اپناتے اس وقت تک بہت سارے مسائل حل نہیں ہوں گے۔

ایک بات یہ بھی کہی گئی کہ یہ جو کچھ واقعات محرم کے مہینے میں پیش آئے۔ سب سے پہلی بات تو ہمیں سوچنا ہے کہ موجودہ حکومت بھی، جیسا کہ کہا گیا ہے کہ چھ سات سال سے، اس سال اس محرم میں اس قدر وسیع پیمانے پر کیوں کوششیں ہوئیں۔ سوال یہ ہے۔ فرقہ واریت ہے یا نہیں ہے جو بھی ہے یہ فرقے بھی شروع سے ہیں کوئی نئے نہیں پیدا ہو گئے۔ یہ درمیان تنازع کوئی نیا نہیں پیدا ہو گیا۔ اس سال اس وسیع پیمانے پر جو واقعات پے در پے اورمتواتر کیوں پیش آئے۔ غالباً اس کا سبب یہ ہے کہ 2007 کو الیکشن کا سال قرار دیا گیا ہے۔ الیکشن year declare ہوا تو شاید یہ سبب ہو ہمیں غور کرنا پڑے گا اور پھر فرقہ وارانہ مسئلہ ہے یا نہیں ہے میں اس کی detail میں نہیں جاؤں گا لیکن بات یہ ہے کہ پھر ان واقعات کے لیے

محرم کا آغاز ہی کیوں چنا گیا۔ اگر فرقہ وارانہ نہیں ہے تو اس کے علاوہ بھی ہو سکتا تھا لیکن پے در پے اور پھر ایک ہی صوبے میں، ایک ہی صوبے میں پے در پے، بات سمجھ میں نہیں آ رہی۔ اور پھر گزشتہ سال بھی بارہ ربیع الاول ہی کو کراچی میں جو کچھ ہوا۔ اتنے اہم دنوں میں، مذہبی اہمیت کے دنوں میں یہ واقعات اگر پیش آ رہے ہیں تو اس کا کچھ نہ کچھ تعلق فرقہ واریت سے ہے۔ فرقہ واریت کے انسداد کے لیے ہم نے کیا کیا؛ حکومت نے کیا کیا؛ وزارت مذہبی امور نے کیا کیا، جس مقصد کے لیے وہ قائم ہے sectarian harmony اس پر کسی حد تک قائم کرنے کی کوشش کی، پھر لوگوں کو قریب لانے کے لیے اس پر کس حد تک کوششیں کیں اور میں پھر اپنے اپوزیشن کے بھائیوں سے بھی سوال کروں گا یہاں ایم ایم اے ہے۔ ایم ایم اے دعویٰ دار ہے تمام فرقوں کو ساتھ لے کر چلنے کی اور صوبہ سرحد میں تو بالخصوص ایم ایم اے کی حکومت ہے۔ یہ واقعات پے در پے صوبہ سرحد میں کیوں پیش آئے اور فرقوں کو قریب لانے میں انہوں نے کیا کیا؛ کیا کردار ادا کیا۔ حکومت بھی چاہتی تو یہی ہوتا اور اگر ایم ایم اے بالخصوص اپنا رول ادا کرتی تو فرقہ واریت ختم ہو چکی ہوتی، ایک فتویٰ متفقہ یہ جاری کر سکتے تھے اور آج بھی جاری کر سکتے ہیں اور جاری کر دیں تو فرقہ واریت بڑی حد تک کم ہوگی یہ متفقہ فتویٰ جاری کر سکتے ہیں کہ پانچوں مسلمہ اسلامی فقہ ہیں تو حنفی، فقہ حنبلی، فقہ مالکی، فقہ شافعی، فقہ جعفری ان پانچوں میں سے کسی پر بھی عمل کرنے والا مسلمان ہے اور اس کا قتل حرام ہے اگر یہ متفقہ فتویٰ جاری ہو جاتا کیونکہ NGOF کے پلیٹ فارم سے ہوا ہے لیکن اب تک کسی اور پلیٹ فارم سے نہیں ہو سکا اگر یہ مذہبی جماعتیں علاوہ ایم ایم اے کے بھی پاکستان میں کتنی بھی ہیں ان کی کانفرنس بلا کر یہ فتویٰ جاری ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں کے دلوں سے نفرتیں ختم ہوں گی تعصبات ختم ہوں گے اس وقت جو سمجھا جا رہا ہے کہ ایک شخص کو قتل کر کے جنت مل جائے گی، جنت کی کنجی سونپ دی گئی یا جنت کا certificate جو تقسیم ہو رہا ہے---

جناب ڈپٹی چیئرمین، علامہ صاحب تھوڑا مختصر کریں۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، جی بالکل مختصر کروں گا لیکن میں جو باتیں کر رہا ہوں

kindly اس پر نوٹ کریں اور اس کو اہمیت دیں۔ یہ پورے ملک کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے اور اس پر اگر قابو نہ پایا گیا تو ملک کا مستقبل خطرے میں ہے ۔ اس سلسلے میں میں دونوں طرف کو address کر رہا ہوں کہ حکومت کو بھی چاہیے، بالخصوص وزارت مذہبی امور کو چاہیے اور ادھر سے ہمارے اپوزیشن کے جو دوست ہیں، جو قابل احترام علما ہیں جو ایم ایم اے کی لیڈرشپ ہے انہیں بھی چاہیے کہ اپنا مثبت اور فعال کردار ادا کریں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ علامہ صاحب، جی، جی۔

سینیٹر بابر خان غوری، شکریہ جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب! ابھی ہمارے ایک معزز ساتھی سینیٹر کامران کی جانب سے ایک issue اٹھا جبکہ یہ law and order کے حوالے سے debate تھی لیکن انہوں نے گوادر کی بات کی اور چونکہ record میں یہ بات آئی ہے اور record کی درستگی بڑی ضروری ہے ۔ پہلی بات میں ان کو بتا دوں کہ provincial taxes ہم نے معاف نہیں کیے وہ provincial government نے ہی معاف کیے ہیں۔ انہوں نے tax rebate دیا ہے اور وہاں پر ایسے اول taxes تھے ہی نہیں اور جو بھی وہ ٹیکس تھے وہ ٹیکس rebate انہوں نے دیا ہے ۔ اس کا فیڈرل گورنمنٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ ان کے record کے لیے۔

دوسری بات forty years کی جو بات کی ، ماضی میں جب exposure of industry جو دوسری حکومتوں میں بھی دیا گیا تھا گوادر کے حوالے سے تو پچاس سال کے لیے دیا گیا تھا لیکن کسی نے اس میں participate نہیں کیا۔ یہ موجودہ گورنمنٹ کی بہت بڑی کامیابی ہے اور investor کو موجودہ حکومت پر confidence ہے تو انہوں نے اس میں participate کیا اور یہ کوئی انوکھی چیز نہیں ہے۔ ہم نے already کراچی پورٹ پر اور پورٹ قاسم پر پرائیویٹ اپریٹرز آئے ہوئے ہیں مختلف time period کے لیے، تو جو بھی کوئی نئی جگہ بنتی ہے نئی پورٹ بنتی ہے تو regional سروے ہوا اس کے مطابق یہ consider offer کیے گئے جبکہ گوادر cross کریں تو وہاں پر کوئی ٹیکس no limit, on time limit دوبئی کے اندر سلالہ پر کوئی ٹیکس نہیں ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس ہوتا ہے تو شاید سو سال کے لیے

دے دیتا لیکن جو فیصلہ CBR نے کیا وہ ہم نے rebate دیا اور بلوچستان کی ترقی کے لیے، بلوچستان کے عوام کی بہتری کے لیے، پاکستان کی معیشت کو مضبوط بنانے کے لیے اس کے لیے زیادہ بھی اقدامات ہمیں کرنے ہوں گے تو ہم ضرور کریں گے۔ انہوں نے یہ کہا کہ مزید اقدامات ہو سکتے تھے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب اتنا بڑا اشتہار دیا گیا تھا کہ اس پر port operators کے لیے investor or interested ان کے پاس اگر کوئی پارٹی تھی تو دعوئی offer کر رہی تھی تو انہوں نے کیوں نہیں participate کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط فہمیاں پھیلائی جا رہی ہیں۔ یہ تنقید برائے تنقید ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ پاکستان کی تعمیر کے اور بلوچستان کی ترقی کے ---

(Interruption)

جناب ڈپٹی چیئرمین، ڈاکٹر فردوس کوثر صاحبہ نے تقریر کرنی ہے، ڈاکٹر ابراہیم صاحب نے تقریر کرنی ہے، تقریریں ہو جائیں پھر میں آپ کو موقع دوں گا۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، جناب چیئرمین! میرا نام لیا گیا ہے، میرا حق ہے، میں concession نہیں مانگ رہا۔ مجھے صرف ایک منٹ بولنے کی اجازت عنایت فرمائیں۔ میں ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، فرمائیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، جناب والا! وزیر صاحب نے کہا ہے کہ جو tax exemption grant کی گئی ہے وہ صوبائی حکومت نے کی ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ Provincial Government نے کوئی tax exemption grant نہیں کی اور یہ تو صرف گوادر کی بات ہے۔ گڈانی کے بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ گڈانی administratively part of Balochistan رہے مگر اس کو کراچی پورٹ کے ساتھ نتھی کر دیں۔ انہوں نے تو گوادر پر ہی نہیں، اس پر بھی قبضے کا منصوبہ بنایا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، یہ بحث تو کسی اور طرف چلی گئی ہے۔ گوادر والا separate issue ہے اس کو separately لیتے ہیں۔ Let us come to the conclusion

تھوڑی دیر مزید بیٹھ کر گوادر پر بات کرلیں۔ پہلے امن و of the law and order debate.
امان ہو گا تو گوادر کامیاب ہو گی۔

(Interruption)

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک، جناب والا! گوادر پر بات کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، اس پر بات کریں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک، ہم آپ کی باتوں میں نہیں آئیں گے۔ گوادر پر بات کرنے دیں تاکہ پتا چلے کہ حکومت گوادر کے ساتھ کیا کرنا چاہتی ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا، گوادر ایک بہت بڑا پروجیکٹ ہے۔ پاکستان کی ترقی کا ایک دروازہ کھلا ہے۔ اس پر ہم انشاء اللہ گفتگو کریں گے جو ان کی غلط فہمیاں ہیں، وہ دور ہوں گی۔ اب اگر یہ غزل جواب آں غزل چلتی رہے گی تو یہ معاملہ آگے نہیں بڑھے گا۔ بڑی اچھی debate چل رہی ہے۔ اب ہماری بہن فردوس صاحبہ بولنا چاہ رہی ہیں۔ اب ان کو بولنے دیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ جب کوئی بات ادھر سے ہوئی، یہ specifically گوادر کا issue نہیں تھا، law and order کا issue تھا لیکن انہوں نے گوادر پر بات کی تو ظاہر ہے وزیر صاحب تشریف فرما ہیں انہوں نے کچھ جواب دے دیا لیکن اگر انہوں نے specifically اس پر بات کرنی ہے تو یہ requisition لے آئیں یا ہم انشاء اللہ اس کو خود take up کریں گے اور اگلے اجلاس کے اندر ہم رضا ربانی صاحب سے بات کرکے یہ طے کرلیں گے اور انشاء اللہ گوادر پر دو گھنٹے یا گھنٹہ بات کرلیں گے۔ اب امن و امان کی بحث آگے چلانے دیں۔

Mr. Deputy Chairman: We will be ready,

چار دنوں کے بعد انشاء اللہ۔ اس پر بات کرلیں گے۔ ڈاکٹر فردوس صاحبہ۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب ! آج کے موضوع کے حوالے سے میں یہ بات آپ کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں------

جناب ڈپٹی چیئرمین، وصی صاحب ! آپ کو Convention Centre میں ہونا چاہیے تھا آپ کی آواز کا اتنا volume ہے۔ جی ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جناب! میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ کسی بھی حکومت کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے بالعموم جتنا وقت اس کو دیا جاتا ہے وہ دنیا بھر میں چار سے پانچ سال کا عرصہ ہے۔ اس حکومت کی کارکردگی جانچنے کے لیے چار پانچ سال سے زیادہ کا عرصہ مل گیا ہے اور جو کسوٹی، parameter یا پیمانہ ہے کہ جس کے اوپر ہم نے ناپنا ہے کہ اس دوران یا آج جہاں پرہم کھڑے ہیں اس میں امن و امان کی صورت حال یا کیفیت کیا ہے۔اس میں جس وقت جنرل صاحب نے take over کیا تھا اور حکومت بنائی تھی اس وقت ان کا ایک وعدہ یہ بھی تھا کہ ہم امن و امان قائم کریں گے اور قانون کی حکمرانی ہو گی۔

جناب! میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہوں گی جو statements ہیں ان کا ایک حوالہ دینا چاہوں گی۔ صوبہ پنجاب کی ایک مثال ہے کہ پولیس کا بجٹ چھ ارب سے بڑھا کر اکیس ارب کردیا گیا ہے لیکن پنجاب کے مرکز لاہور میں جو اعلیٰ ترین قانونی افسر ہے ایڈیشنل ایڈوکیٹ جنرل اور اس کے ساتھی وہ دن دہاڑے ہوتے ہیں، ملزموں کی نشان دہی بھی ہوجاتی ہے لیکن کوئی پکڑا نہیں جاتا۔ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس خود پولیس کی کارکردگی پر بے اعتمادی کا اظہار کرتے ہیں۔

جناب! دوسرا نکتہ یہ ہے۔ معصوم انسانوں کا اٹھا لیا جانا جو نہ کسی دستور میں جائز ہے، نہ کسی اخلاق میں بہ ہے، نہ کسی دین میں جائز ہے۔ سب اس کے خلاف ہیں خاص طور پر اس وقت جب ملک کا کنٹرول فوج نے سنبھالا ہوا ہے اس وقت اگر صورت حال یہ ہے اور سپریم کورٹ بار بار انتباہ کر رہی ہے، پارلیمنٹ میں، قومی اسمبلی اور سینیٹ سے اپوزیشن کا دونوں ایوانوں سے احتجاج ہوتا ہے لیکن بازیابی نہیں ہوتی۔ جناب! یہ وہ نشان ہیں کہ ہم امن و امان کی اس صورت حال میں ملک کو کہاں لے کر گئے ہیں۔

جناب والا! دوسرا نکتہ اس سات نکاتی پروگرام کا یہ بھی تھا کہ federation مضبوط ہوگی اور صوبوں اور مرکز میں ہم آہنگی کا حصول ہوگا اس کے لیے بھی میں صرف ایک دو حوالے ہی دینا چاہوں گی کیونکہ وقت کی قلت ہے۔ جنرل صاحب نے خود اپنے حالیہ دورہ سرحد میں اعتراف کیا ہے کہ فیڈریشن میں تعلقات کی بہتری حاصل نہیں کی جاسکی۔ جناب! بلوچستان میں

تین سال سے فوج مصروف ہے، ڈیڑھ لاکھ لوگ بے گھر ہوئے ہیں extra judicial killings ہوئی ہیں kidnappings ہیں اور پورا صوبہ ایک آتش فشاں کی شکل پیش کرتا ہے اور خود ہمارے ایوان میں بھی اس کی بہت ساری رنجشیں نظر آتی رہتی ہیں۔ ہر حوالے سے بات ہوتی ہے کہ بے اطمینانی کم ہونی چاہیے تھی وہ کم نہیں ہوئی، میگا پراجیکٹ کے اعلانات اور اس کے بننے کے باوجود یہ سوچنے کی بات ہے۔

جناب والا! دوسرا میں حوالہ دینا چاہوں گی صوبہ سرحد کا کہ وہاں پر بھی صوبائی اسمبلی کی جو قراردادیں آتی ہیں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور وہاں پر بے اطمینانی پیدا کرنے کی بڑی وجہ اس صوبے کے جو مالی حقوق ہیں وہ ادا نہیں کیے جا رہے اور اس میں بھی ایک تحریری معاہدے کے تحت پاکستان کے سابق چیف جسٹس بھی اس ثالثی کمیٹی میں تھے جو کمیشن بنا تھا کہ پن بجلی کا منافع ادا کردیا جائے گا لیکن جناب! اس وعدے پر بھی عمل نہیں ہوا۔ شمالی وزیرستان اور جنوبی وزیرستان میں اس وقت ہماری فوج ستر ہزار کے قریب ہے حالانکہ وہاں کوئی فوج نہیں ہوتی تھی۔ اس ملک کی حفاظت کرنے پر ہماری پاک فوج اور ہمارے قبائل ایک دوسرے کے معاون اور مددگار تھے۔ آج امن و امان کی صورت حال یہ ہے المیہ یہ ہے کہ وہ قبائل اور فوج، فوجی جوان بھی ہمارے بھائی ہیں وہ کس کے ہیں۔ سات سو سے زیادہ فوجی جوان ختم ہوئے ہیں اس سے زیادہ وہاں کی معصوم عوام ختم ہو رہی ہے اور امن کے لیے قبائلی روایات کے تحت جو کوئی امن معاہدہ کیا جاتا ہے، وہ بھی سبوتاژ ہوجاتا ہے۔ جناب! میں یہ کہنا چاہتی ہوں تیسرا اس سے بھی زیادہ اہم نکتہ کہ امن و امان کی صورت حال کی بات درست ہے اس سے بھی بڑی بات ہے ملکی سالمیت اور خودمختاری، میں سمجھتی ہوں کہ وہ بھی اس عرصے میں داؤ پہ لگ گئی ہے یہ آج کی خبر جو تمام اخباروں میں آئی ہے۔ "No approval required for attacks inside Pakistan: US" اور جناب! اس کے ساتھ جو دھمکیاں ملتی ہیں، non-NATO ally ہونے کے باوجود اور ہر طرح کی کوششیں اور ہر طرح کی کارکردگی کرنے کے باوجود ان میزائلوں کے گرنے کا ذمہ بھی اپنے سر لینے کے باوجود طرح طرح کی دھمکیاں اور طرح طرح کے القابات ملتے ہیں۔ امریکی وزیر خارجہ بولتے ہیں یا محکمہ سراغرسانی کا سربراہ بولتا ہے یا NATO کا Staff Commander بولتا ہے یا نائب وزیر خارجہ بولتا ہے، وہاں پر یہ کہا جاتا

ہے کہ جتنی بھی کوششیں کی گئی ہیں یہ ابھی کم ہیں' مزید کی ضرورت ہے۔

جناب! جو ابھی recent development ہوئی ہے' وہ بھی بڑی اہم ہے' میرا خیال ہے وہ بھی سمجھنی چاہیے اور یہ وہ قانون ہے جو امریکی ایوان نمائندگان نے 9/11 کی سفارشات کو قانونی شکل دینے کے لیے منظور کیا ہے۔ اس قانون کا Section 1442 پاکستان کے بارے میں ہے۔ جناب یہ بات بڑی حیران کن ہے کہ حملہ کرنے والے سعودی اور مصری تھے۔ القاعدہ کا مشتبہ مرکز افغانستان تھا۔ ایک صفحہ مصر پر اور سعودی عرب پر ہے اور ایک صفحہ اس report میں یا اس قانون میں افغانستان پر ہے لیکن پاکستان پر چھ صفحات پر مشتمل قانون لاگو کیا گیا ہے جیسے پاکستان ہی اصل مجرم ہے۔ جناب چیئرمین! میں اس کی صرف ایک آدھ چیز میں آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گی۔ اس میں کہا جا رہا ہے کہ "جوہری ہتھیاروں کی technology کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے پاکستان کو مدد دی جائے گی۔ مؤثر سرکاری اداروں کی تعمیر اور خصوصاً secular public schools قائم کیے جائیں گے۔ اسلامی انتہا پسندی کے ساتھ مؤثر طور پر نپٹا جائے گا۔" اور جناب! اس کے ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو امداد دینی ہے اس کی تحوید کیسے ہوگی۔ لکھا ہے کہ "یہ امداد منظور نہیں ہوگی جب تک کہ اس تاریخ کو پندرہ دن نہ گزر جائیں جبکہ صدر صورت حال کے بارے میں متعین معلومات حاصل کرے اور متعلقہ Congress Committees کو تصدیق کرے کہ حکومت پاکستان اپنے زیر اختیار علاقوں بشمول کوئٹہ اور چمن' صوبہ سرحد اور قبائلی علاقے میں طالبان کو کام کرنے سے روکنے کے لیے اپنی تمام ممکنہ کوششیں کر رہا ہے۔" اب ممکنہ کوششیں کس حد میں ہوں گی تو ان کو authenticity ملے گی؟ یہ پھر ایک بڑا سا question mark ہے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔

جناب! میں کہنا یہ چاہ رہی تھی کہ Talibanization کیا ہے' دہشت گردی کیا ہے' اس کی کوئی تعریف متعین نہیں ہے اور اس کی تعریف جنرل صاحب کچھ کرتے ہیں' کونڈو لیزا رائس کچھ کرتی ہیں' شوکت سلطان صاحب کچھ کرتے ہیں' علما کچھ کرتے ہیں اور عوام الناس کچھ کرتے ہیں' کسی وقت یہ تو فیصلہ کرا دیجیے کہ یہ دہشت گردی کا مفہوم ہم سب کی نظر میں کیا ہے۔

جناب! میں نے یہی سوال یہاں پر جو Human Rights Commission of

Pakistan کی meeting تھی لیکن اس میں Human Rights Commission of Asia کا Director بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ مجھے پہلے یہ بتائیے کہ دہشت گردی کی تعریف کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ internationally accepted کوئی تعریف نہیں ہے، میں آپ کو اس کا کوئی جواب نہیں دے سکوں گا۔ لہٰذا جناب! جس term, جس اصطلاح کا مفہوم ہی واضح نہیں ہے اور اس کے اوپر ہم اپنے ہی لوگوں کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور ہم ایک سرکار کو خوش کرنے پر لگے ہوئے ہیں۔ پتا نہیں ہم اس کو خوش کر بھی سکیں گے کہ نہیں لیکن اپنا گھر ہم نے ضرور خراب کر لیا ہے۔ یہ میں کہنا چاہتی ہوں کہ یہ جو انتہا پسندی اور liberalism اور طالبان دشمنی کے بارے میں ہر روز ایک تقریر ہے اور ہر تقریر میں ایک بیان ہے، میں نہیں سمجھتی کہ اس کا پاکستان کے دستور کے ساتھ تعلق ہے۔ اس کا پاکستانی قانون سے کوئی تعلق ہے۔ اس کا پاکستانی مفادات کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔ یہ امریکہ کے فرمان کی تعمیل کے سوا کچھ نہیں۔ جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ ملک کے اندر ایک جو نئی صورت حال پیدا ہو رہی ہے کہ دھماکے ہیں، یہ دھماکا خیز مواد ہے، جس سے کتنی جانیں جاتی ہیں۔ میں نہیں سمجھتی کہ کوئی بھی دین یا اسلام کسی کو دہشت گردی سکھاتا ہے یا سبق دیتا ہے۔ میں اپنے بھائیوں اور بہنوں کو یہ بھی بتانا چاہوں گی کہ دنیا کے اندر جو دہشت گردوں کی لسٹ ہے وہ سارے مسلمان نہیں تھے۔ وہ ہر مذہب، ہر دین، ہر شہر اور ہر جگہ سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں اس کو خواہ مخواہ میں اپنے اوپر نہ اوڑھ لیں کہ ہم مدارس کو بند کروائیں گے۔ ہم مسجدوں کو مسمار کروائیں گے کہ یہاں سے دہشت گرد پیدا ہو رہے ہیں۔ دہشت گردی ایک ردعمل ہے جو دنیا کی so-called super power نے جو پالیسی اختیار کی ہوئی ہے۔ جو طریقہ اختیار کیا ہوا ہے، اس کے ردعمل کے طور پر یہ دنیا میں شروع ہوئی ہے اور پاکستان نے بھی اس non-NATO alliance میں شامل ہو کر خود کو اس کا مرکز بنا لیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ ڈاکٹر صاحبہ۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جناب والا! میں آخری بات کر رہی ہوں۔ جناب پھر یہ ایک نیا طریقہ شروع ہوا ہے، نیا چلن شروع ہوا ہے کہ اسلام آباد جہاں پر سی ڈی اے ہے اور

یہ چودہ سال سے سی ڈی اے کیا کر رہا تھا کہ آج ان کو نظر آیا کہ مسجدیں تجاوزات ہیں۔ دو مسجدیں گرا دی اور دس کو نوٹس جاری کر دیا' دو مدرسوں کو نوٹس جاری کردیا۔ پہلے سی ڈی اے کہاں تھا۔ کیوں اتنے سالوں سے یہ تجاوزات ایسے ہی چل رہی ہیں۔ جناب والا! وہاں پر جو کچھ ہمیں اس وقت نظر آرہا ہے۔ طالبات جس طرح وہاں پر کھڑی ہیں۔ عورتیں وہاں پر کھڑی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں یہ ہمارے معاشرے کے لیے بھی کوئی معروف چیز نہیں ہے اور نہ یہ ہماری قدریں تھیں جس طرف ہم اپنے ملک کو دھکیل رہے ہیں۔ یہ ہم سب کے لیے بڑی فکر مندی کی بات ہے۔ ہمیں اس کو سمجھنا چاہیئے کہ پورے ملک کے اندر جو اصل وجہ ہے وہ یہ ہے کہ میں سمجھتی ہوں کہ ہم اپنی پوری فوج لگا کر سارے سول اداروں کے اندر فوج کو بٹھا کر، امن و امان قائم نہیں کر سکے۔ میری درخواست ہے کہ فوج واپس اپنی بیرکوں میں جائے۔ جمہوری نظام بحال کیا جائے۔ جیسے وہاں سے بھی کہا گیا کہ الیکشن ہوں مگر وہ شفاف ہوں۔ کل کی طرح کے نہ ہوں۔ لوگوں کی اس پر بھی reservations ہیں۔ ایک proper آزاد الیکشن کمیشن قائم کیا جائے اور ایک نگران حکومت قائم کی جائے اس کے تحت الیکشن کرائے جائیں۔ اس کے ساتھ ظلم کا ہاتھ روکا جائے۔ ہم ظالموں کے ساتھی نہ بنیں۔ ہم اپنے اندر اتنی جرأت پیدا کریں کہ غلط کو غلط کہہ سکیں، صحیح کو صحیح کہہ سکیں اس کے لیے ہم فورس کا استعمال نہ کریں بلکہ dialogue کا طریقہ اختیار کریں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ۔ سینیٹر پیرزادہ صاحب دو منٹ صرف کیونکہ دو منٹ آپ نے مانگے تھے اس سے زیادہ نہ لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ ، جناب والا! بہت مہربانی' پونے دو منٹ میں ختم کر دوں گا۔ اصل میں اتنی زیادہ تقریریں ادھر سے' اتنی زیادہ تقریریں ادھر سے ہو رہی ہیں' ہوتی رہیں گی اور ہوتی رہی ہیں۔ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قانون جو لاء اینڈ آرڈر کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے اس کو زیر بحث لا کر اس پر توجہ نہیں دی جائے گی اور اس کو اپنی زندگی کا اپنے ملک کا قانون نہیں بنایا جائے گا تو یہ تقریریں' یہ حکومتیں' یہ حزب اختلاف' یہ حزب اقتدار' یہ بڑی بڑی دعوتیں سب بے کار ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا آج جو ہم ساری باتیں کر رہے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کراچی میں گاڑیاں چوری ہوتی ہیں جیسے کہ دوسرے شہروں میں نہیں ہوتیں۔ کسی نے کہا کہ کراچی سے لے کر گلگت تک فساد ہو رہا ہے۔ محرم میں ہم نے انتظامات کیے' اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائے' کراچی میں کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی۔ لیکن یہ کہ سب کو تو بیچ میں نہیں رگڑنا چاہیے۔ یہ جو قتل ہو رہے ہیں' یہ جو خودکش حملے ہو رہے ہیں یہ غربت سے ہو رہے ہیں' حق تلفی کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ مایوسی کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ محرومی کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ انتقام کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ فرقہ واریت کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ کسی کو جنت دکھانے کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ کسی کو یہ کہا جاتا ہے کہ تیری اتنی بہنیں بیاہی نہیں گئی ہیں چلو ہم تمہیں اتنے لاکھ روپے دے دیں گے تم فلاں جگہ جا کر بم پھینکو۔ ان ساری باتوں کو ہم سامنے رکھ کر سوچیں گے پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار پر جا کر بھیک مانگیں گے تو پھر ہمیں کچھ سمجھ میں آئے گا ورنہ حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی رائے اور ان کی سکیمیں ساری بے کار ہوں گی قیامت تک اس کا کوئی حل پیش نہیں کرسکتا۔ اس لیے کہ یہ بشری قوانین ہیں اور یہ ہمارے ملک اور ہماری قوم کا اور امت مسلمہ کا ایک گھمبیر مسئلہ بن گیا ہے۔ معصوم بچے' معصوم لوگ' معصوم دلہے' معصوم بیٹیاں قتل ہوتی ہیں اور دہشت گردی کے اتنے حملے ہوتے ہیں یہ کیوں؟ اس کا علاج صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتا سکتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اصول بتایا ہے کہ جب تک تمہارے ملک میں' تمہاری ریاست میں' تمہاری حکومت میں' تمہارے گھر میں' تمہاری شخصیت میں تین چیزیں نہیں بن جائیں گی اس وقت تک تمام کائنات کی باتیں بے کار ہیں۔ ایک یہ ہے کہ کسب حلال ہو۔ لہٰذا حزب اختلاف اور حزب اقتدار کو چاہیے کہ اس پر بیٹھ کر سوچیں کہ حکومت کی آمدنی حلال ہو۔ میں بحیثیت عالم دین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ دے رہا ہوں۔ دوسرا یہ ہے کہ تقسیم عادلانہ ہو اور تیسرا' (عربی) کہ ہر حق والے کا جو حق بنتا ہے وہ اس کو دیا جائے۔ ہمارے قائد تحریک کی یہی بات ہے' ہماری جماعت کا یہی پیغام ہے کہ امیر کو جو حق دیا جاتا ہے' وہ ہر غریب کو بھی دیا جائے۔ جو غریب کو دیا جاتا ہے' وہ امیر کو بھی دیا جائے اور جس کا جو حق بنتا ہے وہ اس کو دیا جائے۔ جب تک یہ تین اصول نہیں ہوں گے' اس وقت تک امن نہیں ہو سکتا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مل کر ان مسائل پر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق سوچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس سے باہر جو بھی تقریریں ہوں گی، چاہے ادھر سے ہوں یا ادھر سے ہوں، سب بے کار ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! میں محترم علامہ پیرزادہ صاحب کی بات ہی کو آگے بڑھاؤں گا اور میری کوشش ہوگی کہ اپنی بات اختصار سے کروں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ (عربی) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ایک بستی کی مثال دیتے ہوئے کہ جو امن اور اطمینان سے زندگی بسر کر رہی تھی اور اس کا رزق کشادگی کے ساتھ ہر طرف سے اس کے پاس آ رہا تھا، اس بستی نے اللہ تعالیٰ کے انعامات کی ناشکری کی، کفران کیا اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے بھوک اور خوف کو اس کا لباس بنا کر اس کا مزا اس کو چکھایا۔ اور یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے جو کچھ کیا، ان کے اعمال کے نتیجے میں۔ اور ان کے پاس ان ہی میں سے رسول آیا، انہوں نے اس رسول کو جھٹلایا، عذاب نے ان کو گھیر لیا کیونکہ وہ ظالم تھے۔

جناب چیئرمین! اس مثال کے بارے میں مفسرین کہتے ہیں کہ مکہ معظمہ کے بارے میں ہے لیکن قرآن کے احکامات جس طرح شان نزول کے اعتبار سے خاص ہوتے ہیں، وہ عام حکم کے لحاظ سے عام بھی ہوتے ہیں اور آج ہم جس صورت حال سے دوچار ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن و سنت کی بنیاد پر جو نظام تشکیل پاتا ہے اس نظام کے راستے میں رکاوٹیں ہیں۔ وہ نظام اصولاً تسلیم کیا گیا ہے لیکن عملاً اس کو نافذ نہیں ہونے دیا جا رہا۔ جناب چیئرمین! میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان بھی عرض کرنا چاہوں گا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی قوم میں خیانت عام ہو جائے، اس کو خیانت کی بیماری لگ جائے، اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں رعب ڈال دیتا ہے۔ اور جس قوم میں بدکاری بڑھ کر عام ہو جائے، وہاں موت کی کثرت ہو جاتی ہے۔ اور جس قوم کے اندر ناپ اور تول میں کمی کی بیماری ہو جائے، ان کا رزق کم کر دیا جاتا ہے، گھٹا دیا جاتا ہے۔ اور جس قوم کے اندر ناحق فیصلے ہونے لگیں، عدل و انصاف مفقود ہو جائے، اس قوم میں خون ریزی بڑھ جاتی ہے۔ اور جس قوم

کے اندر وعدہ خلافی عام ہو جائے' اس پر دشمن مسلط ہو جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! اس وقت ہم ان تمام بیماریوں میں مبتلا ہیں اور امن و امان کی صورت حال بڑی گھمبیر ہے۔ جناب چیئرمین! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اس وقت بجائے اس کے کہ ہم اپنا رخ غلط راستے سے صحیح راستے کی طرف موڑ لیتے' ہو کیا رہا ہے؟ میراتھن ریس کے ذریعے مغرب کی تقلید اور بسنت کے ذریعے ہندوانہ تہذیب کو قائم و دائم رکھنے کی کوشش ہو رہی ہے اور وہ تہذیب جس کے بارے میں پوری قوم چیخ رہی ہے کہ اس سے اموات واقع ہوتی ہیں' کہا جاتا ہے کہ دو دن کے لیے یعنی جو بسنت کے دن ہوں' ان دنوں میں سکوٹر اور موٹر سائیکل پر پابندی ہو گی یعنی وہ واقعات جو سالہا سال سے ہو رہے ہیں کہ موٹر سائیکل پر باپ کی گود میں بیٹے کی شہ رگ اس دھاگے سے کٹ جاتی ہے۔ جس سے پتنگ اڑائی جاتی ہے۔ اس پتنگ پر پابندی نہیں لگائی جاتی۔ اس شخص کے موٹرسائیکل پر پابندی لگائی جا رہی ہے اور اس میں جو stray bullet کے ذریعے سے اموات ہوتی ہیں اس کو بند نہیں کیا جاتا اور پھر اس میں بے حیائی اور شراب خوری اور بدکاری اتنی عام ہو جاتی ہے اسی کی خاطر یہ سب کچھ کیا جاتا ہے اور امن و امان کی صورت حال کے لیے ہم چیخ رہے ہیں ۔ حکومت خود امن و امان کو تباہ اور تہہ ۰ !!! کیے ہوئے ہے۔ جناب چیئرمن! میں بڑی دردمندی سے عرض کرنا چاہوں گا۔ سپریم کورٹ کہتی ہے کہ ہمارے حکم کو صحیح طریقے سے نہیں لیا گیا اور حکومت کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ نہیں بسنت کو تو لازماً منایا جائے گا اور اس پر عملدرآمد ہو گا۔

جناب چیئرمین! کہا جاتا ہے کہ یہ صوبائی مسئلہ ہے ۔ پولیس آرڈر ۲۰۰۲ء چھٹے شیڈول میں کہا گیا ہے اس ایوان کے اندر چھ سات بار اس آرڈیننس کے ترمیمی بل پیش ہوئے ہیں۔ اس ایوان کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ اس کو ہاتھ لگائے۔ پولیس کے سارے ڈھانچے کا تیاپانچا کرکے رکھ دیا گیا ہے۔ پارلیمنٹ کو ، صوبائی اسمبلی کو کوئی خبر نہیں کہ اس پولیس آرڈر کو اور پولیس کے اس نظام کو کیا کیا جائے۔

جناب چیئرمین ! devolution plan کے نام سے بلدیاتی نظام اورضلعی انتظامیہ کو مفلوج کرکے رکھ دیا گیا ہے۔ پرانا نظام بکھیر کے رکھ دیا گیا ہے۔ مجسٹریسی نظام کو ختم کرکے دوسرا نظام لایا گیا ہے لیکن کسی کو پتا نہیں چلتا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اختیارات ضلع ناظم

کو حاصل ہیں ، ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کو حاصل ہیں کچھ پتا نہیں چل رہا۔ نظام کو اس طریقے سے چلایا جا رہا ہے اور سب کچھ فرد واحد نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے اور پارلیمنٹ کو کسی اور کو اس پر بات کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

جناب چیئرمین ! اس بات کی ضرورت ہے کہ اس devolution plan and police order کو پارلیمنٹ کے سامنے رکھا جائے ۔ اس ایوان کے ذریعے اس پر بحث کی جائے۔ اس کی بہترین صورت نکال کر امن و امان کی صورت حال کو پولیس اورضلعی انتظامیہ کے ذریعے سے ہی کنٹرول کیا جا سکتا ہے اور وہ صوبے کے اختیار میں نہیں ، مرکز کے اختیار میں نہیں وہ ایک فرد واحد کے اختیار میں ہے۔

جناب چیئرمین ! میں آخری بات عرض کرنا چاہوں گا ۔ علامہ عباس کمیلی صاحب موجود نہیں ہیں۔وہ میرے محترم ہیں انہوں نے جو باتیں ارشاد فرمائی ہیں ایم ایم اے کے بارے میں ، ہمیں بسرو چشم قبول انشاء اللہ العزیز اس پر عملدرآمد کیا جائے گا ۔ لیکن میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ایم ایم اے نے تو فرقہ واریت کا خاتمہ کردیا ہے ملت جعفریہ کے قائد کو ایم ایم اے کا سینئر نائب صدر بنادیا گیا ہے۔ اس وقت صوبہ سرحد کی کابینہ میں ، ملت جعفریہ صوبہ سرحد کے قائد علامہ رمضان توقیر صاحب کو سرحد کے وزیراعلیٰ کا مشیرخصوصی بنا دیا گیا ہے اور ایم ایم اے کی تمام میٹنگز میں یہ سب فرقے موجود ہوتے ہیں اورمکمل ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ وہ ہم سے مزید کیا فتوٰی طلب کر رہے ہیں۔ ہم تو پہلے سے ہی اس پر عمل پیرا ہیں۔ ہم نے ماضی میں بھی ملی یکجہتی کونسل کے ذریعے سے شیعوں اورسنیوں کو، سب کو اکٹھا کیا تھا، اُس وقت بھی اور اِس وقت بھی مکمل امن و امان قائم کر دیا گیا تھا۔اس وقت بھی حاضر ہیں۔ ہمیں تو شکوہ یہی ہے کہ صوبہ سرحد کی حکومت کو کام نہیں کرنے دیا جا رہا۔ وہاں ہاتھ بڑھائے جا رہے ہیں۔ میرے دوستوں نے مثالیں دی ہیں میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا وہاں پر صوبہ سرحد کی حکومت کے ساتھ تعاون کی ضرورت ہے' یہاں سے تعاون کے بجائے مزاحمت ہو رہی ہے اور اس لیے وہاں پر مسائل ہیں۔ پورے ملک کے اندر اگر ہم اس نظام کو، مجھے پیرزادہ صاحب سے مکمل اتفاق ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام کو عملاً رائج کیا جائے گا تو مجھے یقین ہے کہ سارے مسائل حل ہوں گے۔ لیکن یہ صورت ہوگی تو قیامت

کے روز کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم الشان میں کھینچا ہے (عربی) اس وقت ہمارے خلاف چارج شیٹ پیش ہوگی ' charge frame ہوگا ' اللہ کی عدالت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چارج لگانے والے ہوں گے کہ میری قوم کے لوگوں نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔ اس قرآن کو مضبوطی سے تھام لیا جائے، قرآن و سنت کے نظام کو لایا جائے۔ امن و امان کے مسائل حل ہوتے ہیں لیکن عملاً حکومت کا رخ بالکل دوسری طرف ہے اور یہاں پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف کام ہو رہا ہے۔ اس لیے امن و امان کا مسئلہ حل نہیں ہو رہا ہے پیچیدہ تر ہو رہا ہے۔ واخرالدعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

Mr . Deputy Chairman: Thank you very much . Warraich sahib please take the floor now.

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب چیئرمین! مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ ، جناب چیئرمین! آپ نے مجھے floor دیا ہے تو میرے خیال میں wind up کروں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، میرے خیال میں I eader of the Opposition نے کہا ہے تو ---

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب چیئرمین! میں نے مختصر بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ نے لسٹ میں نام بھی نہیں بھیجا۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب! اگر ایک ایک پارٹی کا ایک ایک بندہ بولا ہے تو میں کیوں نہ بولوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، رحیم مندوخیل صاحب نے تو مفصل بات کی ہے۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جماعت اسلامی کے بھی ایک بولے ہیں' ایم ایم اے کے بھی ایک بولے ہیں' اُدھر سے دوسری پارٹی کے بھی ایک ایک بولے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، Leader of the Opposition نے request کی ہے کہ floor دے دیں please cut short کریئے گا کیونکہ منسٹر صاحب ڈیڑھ گھنٹے سے انتظار میں

ہیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، مجھے احساس ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ مجھے شدید احساس ہے کہ ہاؤس کا' اپوزیشن کا' حزب اقتدار کا اور آپ کا خود بھی stamina کیسا ہے۔

یہاں پر سیر حاصل بحث ہوئی۔ جناب! امن و امان کے حوالے سے میرے پارٹی لیڈر جناب عبدالرحیم صاحب نے بڑی تفصیل سے اپنا موقف رکھا' بابر ایوان صاحب نے' اس سے پہلے رضا ربانی صاحب نے اور بہت سے ساتھیوں نے اپنا موقف رکھا۔ میں ان سب کی باتوں کی تائید کرتے ہوئے مختصر اضافہ کروں کہ یہ بدامنی ہمارے ملک کی سادہ بدامنی نہیں ہے' اس وقت ہمارا ملک دنیا کی نظروں میں ایک ناکام ریاست بنتا جا رہا ہے۔ ہمارے اعمال ایسے ہو گئے ہیں کہ ہم اپنے عوام کو امن و امان نہیں دے سکتے' ان کی جان و مال' عزت و ناموس اور کاروبار کو تحفظ نہیں دے سکتے بلکہ ہم اس ملک میں diplomat کو تحفظ نہیں دے سکتے۔ اس ملک کے airports' مسلح قوتوں' پولیس اور مسلح افواج کو تحفظ نہیں دے سکتے تو جب یہ صورت حال بن جاتی ہے تو وہ ریاست ایک ناکام ریاست کہلاتی ہے۔ جب ایک ریاست کی مسلح قوتیں اور جاسوسی ادارے جو کہ اس ملک کے سب سے اہم ترین ادارے ہیں' وہ ایسے کاموں میں لگ جائیں جو کہ خود دہشت گردوں کو تیار کریں' مسلح دستے بنائیں' اپنے ملک اور دوسرے ممالک کے خلاف استعمال کریں تو اس کو بدمعاش ریاست کہا جاتا ہے' rogue state کہا جا رہا ہے۔ جناب یہ صورت حال ہے۔ اس صورت حال میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ ہمارا دارالخلافہ ہے۔ اس کو نمونے کے طور پر سب سے زیادہ محفوظ ہونا چاہیے' last year 2006 میں بدامنی' قتل و غارت گری اور عصمت دری کے 4333 واقعات ہوئے اور جنوری فروری میں یہ بھی اضافہ کہ airport پر حملہ' میریٹ ہوٹل پر حملہ' میزائلوں جیسا حملہ یعنی جو نمائش کا حملہ نہ تھا۔

جناب والا! یہ غیر معمولی واقعات ہیں اور پورے ملک کی صورت حال سے پشتونخواہ وطن کی صورت حال قدرے مختلف ہے بلکہ قدرے نہیں بہت مختلف ہے۔ Red Cross پر حملے ہوتے رہے ہیں' لبنان اور اسرائیل کی جنگ میں بھی Red Cross پر حملے نہیں ہوئے' زلزلہ زندگان کے لیے تمام دنیا نے ہمیں امداد پہنچائی اور ہم سے زیادہ ان اداروں پر حملے ہو رہے ہیں۔

یہاں پر ہماری ساتھی جو اپوزیشن میں ہیں وہ سب کچھ کہیں کہ کوئی دہشت گردی نہیں، خواتین کے کپڑوں کی دکانوں پر حملے ہو رہے ہیں، حجام پر حملے ہو رہے ہیں۔ یہ کون سی عبادت ہے، آپ ہمیں کیا سکھلا رہے ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ پشتونخواہ وطن بلوچستان میں یہ صورت حال ہے۔ میں اس ہاؤس سے پوچھتا ہوں کہ اس سال اسلحہ کے بغیر کوئی ہمارے قبائلی علاقوں میں جا سکتا ہے جس کو کہ آپ قبائلی علاقے بولتے ہیں، کوئی شخص نہیں جا سکتا، ان کو آپ نے بدترین دہشت گردوں کے حوالے کیا ہے، کوئی بھی state کا بندہ اور شوکت سلطان صاحب خود بھی نہیں جا سکتے، اس ہاؤس کا کوئی بندہ نہیں جا سکتا۔ وہاں کا تمام علاقہ آپ نے عالمی دہشت گردوں کے حوالے کیا ہوا ہے۔ پشتونوں کو آپ نے یرغمال بنایا ہوا ہے اور وہ ہم کو چھٹی صدی میں دھکیل رہے ہیں۔ ڈاکٹر ساعد صاحب نے بڑی شاندار تقریر کی، میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ان کی داڑھی تو ہے لیکن وہ ننگے سر قبائلی علاقے میں جا سکتے ہیں۔ آپ ہمیں کون سا اسلام سکھا رہے ہیں جبکہ آپ کہتے ہیں کہ طالبان کا نام نہ لیں، طالبان تو ہمیں اس دور میں دھکیل رہے ہیں، ہمارا تمام culture ہم سے چھین رہے ہیں، ہمارے امن و امان کو چھین رہے ہیں اور ہمیں غیر ملکیوں کے آگے یرغمال بنایا ہوا ہے۔ آپ کے ادارے اور ایجنسیوں نے وہی کام کیا ہے۔ اب اس پورے ملک میں کسی کی جان و مال کی حفاظت نہیں ہے، ڈیرہ اسمٰعیل خان سے لے کر باجوڑ تک ہم اپنے راستوں پر نہیں جا سکتے۔ کوئٹہ سے چمن تک عالمی شاہراہ ہے، اس پر کوئی دن کے وقت سفر نہیں کر سکتا اور آپ کہتے ہیں کہ کوئی بدامنی نہیں ہے اور خیر خیریت ہے۔ بابر صاحب نے شمار کیا ہے کہ جو گاڑیاں چوری ہوتی ہیں، ہزاروں کی، لاکھوں کی جتنے کی ہوں لیکن پشتونخواہ وطن میں ہم سے جینے کا حق چھینا جا رہا ہے اور ہم سے چھین لیا گیا ہے۔ کوئی لکھنے والا صحافی، قلندر سہیل جیسا جو یہ کہے گا کہ دہشت گردی ہے، یہ جو واقعات ہو رہے ہیں، بدترین فرقہ واریت ہے۔ وہ اس وقت تک یرغمال رہے گا جب تک وہ اس سے دستبردار نہ ہو۔ ہمارے party کارکن حامد علی شاہ کو بنوں سے اس بنیاد پر اغوا کیا کہ ان کو خوفزدہ کیا جائے، جناب! بدترین صورت حال ہے۔ آپ کا نہ کوئی diplomat محفوظ ہے، نہ آپ کی مسلح قوتیں محفوظ ہیں، نہ police محفوظ ہے اور یہ ان پالیسیوں کا نتیجہ ہے جو آپ جنرل ضیا کے دور سے چلاتے رہے ہیں۔ جنرل مشرف لاکھ چیختے رہیں کہ میں دہشت گردی کا مخالف ہوں لیکن اس کی army دہشت

گردی کی پرورش کر رہی ہے۔ وہ لاکھ دعوے کریں کہ میں مخالف ہوں، enlightened moderation کا حامی ہوں لیکن اس کی مسلح قوتیں، ان کے جاسوسی ادارے، حمید گل اور اسلم بیگ جیسے لوگ اس وقت بھی حاضر service ہیں اور وہ یہی تبلیغ کر رہے ہیں۔ ان کا ناصر آج بھی رائے ونڈ میں بیٹھا ہے، وہ کیا کر رہا ہے، television پر اپنا منہ نہیں دکھاتا اور خود کہتا ہے کہ میں نے ہزاروں لوگوں کو بدترین دہشت گردی کے لیے train کیا ہے۔ جناب! اس صورت حال میں جب لوگ آپ سے کہتے ہیں، ابھی فردوس بہن نے کہا کہ وہاں یہ قانون منظور ہوا ہے۔ آپ شکر کریں کہ یہ تو قانون ہے، جناب کرزئی کا بھی حق بنتا ہے، افغانستان میں اقوام متحدہ کی قوتوں کا، جب آپ نے ساری سرزمین کو افغانستان کے خلاف، ایک آزاد ملک کے خلاف ایک اڈے میں تبدیل کیا ہے اور ان کا یہ حق ہے کہ وہ آپ پر حملہ کریں۔ ہندوستان کا یہ حق ہے کہ جب آپ کشمیر میں یہ کر رہے ہیں، ان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ آپ کے خلاف کارروائی کریں اور وہ یہ کہہ رہے ہیں۔ پوری دنیا نے جب آپ کو یہ declare کیا کہ تمام دنیا کی دہشت گردی کی بدترین belt بدترین خطہ یہ ملک ہے تو آپ کو یہ سزا ملے گی۔ اس کو بچانے کے لیے وہی طریقہ ہے جو آپ سے پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی کہتی ہے جو آپ سے پونم کہتی ہے کہ خدا کے لیے آپ جمہوری رویہ اختیار کریں۔ ایس۔ ایم مظفر جو کچھ بھی کہے لیکن اس کے بس میں کیا ہے؟ آمریت کی پالیسیاں جاری و ساری ہیں اور وہی پالیسیاں ہیں۔ وہ پالیسیاں ملک کے اندر بالخصوص پشتونوں کے اندر، پشتونخواہ وطن میں پنجاب کی بالادست قوتوں نے ہمارے کاروبار کو تباہ کرنا ہے۔ ہمارا تمام کاروبار اربوں، کھربوں کا اس وقت وانا میں کوئی کاروبار نہیں ہے، صالح شاہ کے بغیر۔ لنڈی کوتل میں کوئی کاروبار نہیں ہے، میران شاہ میں کوئی کاروبار نہیں ہے، سوات کا کوئی دورہ نہیں کر سکتا، دنیا کا بہترین اور عظیم ترین وطن ہے۔ مری کے آسمان جیسے پہاڑ پر سیر کے لیے لوگ چڑھتے ہیں لیکن سوات کوئی نہیں جا سکتا، آپ نے وہاں پر صوفی محمد بٹھایا ہے۔ اس صورت حال میں آپ نے ہمارے کاروبار کو تباہ کیا ہے، آپ نے plan کے تحت، منظم منصوبے کے تحت ہمارے امن کو تباہ کیا اور آپ پھر یہ امید کر رہے ہیں کہ دنیا والے آپ پر رحم کریں گے۔ آپ کے ساتھ کوئی dialogue کریں گے، NATO وہی کہے گا اور اس نے درست کہا ہے، اس میں بھی اس نے تاخیر کی ہے، سب سے پہلے یہ کہنا چاہیے تھا

جو سب سے اہم ذمہ دار ہے۔ کوثر فردوس کو میں بولتا ہوں کہ چھ صفحوں کا نہیں، چھ سو صفحوں کا پاکستان ذمہ دار ہے، اس پورے خطے میں، پوری دنیا کی دہشت گردی کی nursery یہی ہے۔ یہاں سے trained ہو رہے ہیں اور تمام دنیا میں پھیل رہے ہیں اور یہ تو دنیا کا صبر ہے کہ آپ کو کوئی سزا نہیں ملی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، رضا صاحب! thank you.

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب! اب وقت ہے یعنی یہ صورت حال ہے کہ کل آپ کے police station میں پشتونخواہ ملی پارٹی کے leader کے ایک بھائی کو قتل کیا گیا، قمارودان کا بھائی police station کے اندر FIR درج کرانے کے لیے گیا تھا، police کی کلاشنکوف سے اس کو قتل کیا گیا اور کوئی گرفتاری نہیں ہوئی اور نہ ہو گی۔ آپ کے اداروں کی جب یہ صورت حال ہے اور آپ کہتے ہیں کہ ہم گاڑیوں کی چوری پر بات کریں۔ اس ملک کے لیے مسئلہ یہ بنا ہے کہ اس کو دنیا یہ تصور کرے کہ یہ ناکام ریاست ہے۔ آپ اپنے عوام کو اور بین الاقوامی اداروں کو تحفظ نہیں دے سکتے، اپنی مسلح قوتوں کو تحفظ نہیں دے سکتے ہیں۔ یہ جو خود کش بمبار ہیں اور یہ جو حملے ہو رہے ہیں ان کا نشانہ کون ہے؟ پورے ملک کے تمام ادارے ان کا نشانہ بن رہے ہیں۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you Raza Sahib.

سینیٹر رضا محمد رضا، تو یہ صورت حال ہے جناب۔ یہ انتہائی خطرناک اور اذیت ناک صورت حال ہے۔ اس کا تعلق اس ملک کے مستقبل سے ہے اور اس کا انحصار اس پر ہے کہ فوری طور پر آمریت کا خاتمہ ہو، جمہوریت بحال ہو اور جو یونم اور اے آر ڈی کا کہنا ہے کہ ایک آزاد الیکشن کمیشن کے تحت شفاف انتخاب ہو اور وہ گارنٹی دے۔ دنیا والے تب کہیں گے کہ یہ جمہوری ملک ہے، ایک روشن خیال ملک ہے۔ آمریت کے ذریعے بد ترین دہشت گردی کے اقدامات کے ذریعے آپ اس ملک کو خوشحال مستقبل نہیں دے سکتے۔ اس پر رحم کریں اور اس کا واحد علاج جمہوریت ہے اور فرقہ واریت اور دہشت گردی کا خاتمہ ہے۔ Thank you Sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ۔ دیکھیں ابھی تو میں Minister Sahib کو floor

دوں گا جی۔ جی ربانی صاحب۔ میں سینیٹر صالحؒ کی عزت بھی کرتا ہوں اور اہمیت کو بھی سمجھتا ہوں جو وہ کام کر رہے ہیں۔ وہ رضا صاحب نے اپنے angle سے بات کی ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، میرا خیال ہے ابھی وڑائچ صاحب conclude کریں۔ اس کو مسئلہ نہ بنائیں۔ نہیں صالح صاحب آپ نے جو کام کیا ہے وہ قبائلی سوسائٹی کے لحاظ سے کیا ہے اور وہ نیکی کا کام ہے' آخرت میں آپ کے کام آئے گا۔ Leader of the House نے floor لیا ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر وسیم سجاد، جناب Minister Sahib کی بات کے بعد ان کو دس منٹ دے دیں گے لیکن بعد میں کر لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ہاں پھر ان کو موقع دے دیں گے نا۔ یہ sum up کر لیں اس کے بعد پھر آپ بات کر لیجیے گا۔ علامہ صاحب اس کے بعد آپ کو موقع دیں گے۔ ہم آپ کی خدمت میں بیٹھے ہیں۔

سینیٹر مولانا راحت حسین، نہیں جی پندرہ منٹ دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، راحت حسین صاحب آپ مہذب آدمی ہیں۔ بعد میں دیتے ہیں آپ کو ٹائم۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین صاحب' مسئلہ یہ ہے کہ Minister Sahib بعد میں بات کریں۔ دس تاریخ کو سندھ کے اندر الیکشن کمیشن کا جو جنازہ نکلا ہے جناب اس بارے میں Minister Sahib پہلے آ کے جواب دیں کہ وہاں پر Ministers کس طرح ٹھپے مارتے رہے۔ وہاں پر کس طرح electoral process کو ختم کیا گیا ہے۔ پولیس کو استعمال کیا گیا ہے۔ کس طرح خواتین کی بے عزتی پولنگ سٹیشن کے اندر کی گئی ہے۔ پہلی دفعہ impersonation کر کے لوگوں کو پولنگ افسر بنا کے وہاں پر بٹھایا گیا ہے۔ کھلم کھلا عورتوں پر' MNAs پر وہاں پر گولیاں چلائی گئی ہیں۔ بعد میں یہ wind up کرتے رہیں۔ یہ

کیا wind up کریں گے۔ پولیس وہاں پر استعمال ہوئی، رینجرز وہاں پر استعمال ہوئی، تمام چیزیں وہاں پر استعمال ہوئی ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم wind up کریں گے۔ کھلم کھلا دہشت گردی دس تاریخ کو سندھ کے اندر کی گئی۔ دس تاریخ کو سندھ کے اندر ایک ایسا ماحول بنایا گیا کہ شفاف الیکشن کا جنازہ مکمل طور پر نکال دیا گیا۔ جناب چیئرمین! یہ پہلے اس کا جواب دیں۔

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ، جناب چیئرمین! یہ بہانہ تلاش کر رہے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، یہ پہلے اس کا جواب دیں کہ یہ کب اس چیز کا جواب دیں گے؛ خواتین کو مارا گیا، گولیاں چلائی گئیں، لوگوں کو وہاں پر ہراساں کیا گیا، جیلوں میں بند کیا گیا۔ یہ کونسی بات کر رہے ہیں؛ Election process کا جنازہ نکال دیا گیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، وڑائچ صاحب .take the floor

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ، جناب والا! یہ boycott کا بہانہ تلاش کر رہے ہیں۔

Mr. Deputy Chairman: I understand that

وہ tactics ہم بھی سمجھ رہے ہیں لیکن آپ کو میں نے floor دیا ہے۔

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ، لیکن House in order تو ہو۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، بالکل غوری صاحب جواب دیں۔ کیا جواب دیں گے؛ وہاں پر کس طرح آتے ہوئے ان کے candidates نے ان کو مارا۔ آئینہ دیکھنا ہے تو یہ دیکھیں کس طرح ballot box change کیے گئے۔ یہ ٹھپے لگاتے رہے۔

سینیٹر وسیم سجاد، یہ ساری باتیں سنیں اور ان کو سب باتوں کا جواب بھی دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جناب Leader of the House میں رواج کو نہیں توڑوں گا، چاہے کوئی ناراض ہو یا خوش ہو۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب! اگر یہ نہیں سننا چاہ رہے تو prorogue کر دیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! انہوں نے ہماری requisition کا جنازہ نکالا ہے۔

Mr. Deputy Chairman: Yes, Leader of the House what do you want to say?

سینیٹر وسیم سجاد، ہم نے جناب! ان کی ساری باتیں سنی ہیں کیوں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ کوئی بھی اعتراض ہو تو اس کا ہم حوصلہ رکھتے ہیں کہ ان کی باتیں سنیں اور اس کا جواب دیتے ہیں لیکن اگر یہ جواب نہیں سننا چاہتے تو ان کا requisition House prorogue کر دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی وہ requisition ہے۔ وڑائچ صاحب! the floor is with you.

سینیٹر وسیم سجاد، ہم تو چاہ رہے تھے کہ مولانا راحت حسین کی بھی بات سنتے لیکن چھوڑو prorogue کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ جی وڑائچ صاحب آپ جواب دیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، پہلے جناب! آپ ان کو تو بولنے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، مولانا راحت حسین! پہلے ان کو sum up کرنے دیں، میں آپ کو بعد میں time دوں گا لیکن مجھے dictate نہ کریں۔ Now floor is with the Interior Minister.

سینیٹر میاں رضا ربانی، پہلے آپ ان کی بات سن لیں۔ جناب چیئرمین! آپ ان کو ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، میں نہیں دوں گا۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ سو دفعہ کریں، آپ کا in house مسئلہ ہے۔ آپ Chair کو dictate نہ کریں۔ Chair اپنی جگہ ہے۔ آپ بھی سیاستدان ہیں، میں بھی سیاستدان ہوں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین صاحب! ضمنی الیکشن کے خلاف اور جو پختونخواہ قومی ملی پارٹی کے صدر کا قتل ہوا ہے اس کے خلاف ہم token walk out from the House کر رہے ہیں۔

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ، یہ boycott کا بہانہ تلاش کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، میں جانتا ہوں، آپ ان کو جانے دیں۔

(اس موقع پر اپوزیشن واک آؤٹ پر چلی گئی)

It is consensus of the House that the notices of questions received and not replied during the current session shall not lapse and carried forward for the next session i.e., 37th session of the Senate. Now I read the prorogation order:-

In exercise of the powers conferred by clause (3) of Article 54 read with Article 61 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate on the conclusion of the sitting on Monday the 12th February, 2007.

[The House was then prorogued sine die .]